ضرورتِ کفّارہ

از

پادری جیون مل صاحب گوجرانوالہ

۱۹۱۱ء

نول کشور پریس لاہور میں

معرفت غلام قادر سیٹھی پرنٹر لاہور کی چھپا

قیمت فی جلد ۱ر

ضرورت کفارہ

اس مضمون کے چار حصے کئے جاتے ہیں۔ حصہ اوّل کفارہ کے معنے اور مطلب۔ حصہ دوم قدامت کفارہ۔ حصہ سوم دلائلِ عقلی سے ضرورت کفارہ کا ثبوت۔ حصہ چہارم ان اعتراضوں کے جواب جو تعلیم کفارہ پر کئے جاتے ہیں +

حصہ اوّل

کفارہ کے معنے اور مطلب

۱۔ لفظ کفارہ معرب ہے عبرانی لفظ כֹּפֶר (کوفر) کا۔ اصل میں عبرانی اور عربی زبانیں دو نو بہنیں ہیں۔ اُن کے مخرج اور مصدر ایک ہی ہیں۔ عبرانی میں لفظ כֹּפֶר (کوفر) کے لغوی معنے ہیں چھپانا اور مذہبی اصطلاح میں معنے ہیں۔ گناہوں کو چھپانے والا۔ کفارہ کے لئے جو قربانیاں گذرانی جاتی تھیں۔ اُن کی ریت و رسم اور چڑھانے کا دستور مفصل طور پر توریت کی کتاب احبار وغیرہ میں درج ہے مجملاً یہ کہ گنہگار انسان اپنی خطا کے کفارہ کے لئے ایک بے عیب برہ یا مینڈھا لیوے اور اور اُن کے سر پر ہاتھ رکھے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ میں اپنے گناہ اس پر رکھتا ہوں۔ اور اپنے گناہوں کے لئے اس کو دیتا ہوں۔ اور اُس کو کاہن کے پاس لیجاوے۔ اور کاہن اُس جانور کو ذبح کرے۔ اور اُس کا لہو مذبح پر چھڑکے اور اُس انسان کے لئے کفارہ دیوے یعنی اُس سے اُس کے گناہ چھپائے جاویں دیکھو احبار ۹، ۷ اُور موسیٰ نے ہارون کو کہا۔ کہ مذبح کے نزدیک جا۔ اور اپنی خطا کی قربانی اور اپنی سوختنی قربانی گذران۔ اور اپنے لئے اور اپنی قوم کے لئے کفارہ دے اور

جماعت کی قربان گذران اور اُن کے لئے کفارہ دے۔ جیساکہ خداوند نے حکم کیا۔

۲۔ عربی زبان میں بھی لفظ کفارہ کے لغوی معنے چھپانے والا ہے۔ او اصطلاحی معنے گناہوں کا چھپانے والا۔ دیکھو غیاث اللغات لفظ کفارہ بالفتح وتشدید فا پوشندۂ گناہاں وآں بدل خیانت باشد مثلاً در شکستن قسم وخوردن روزہ معاوعنہ گناہ نماز وکفارہ قسم یک۔ بندہ آزاد کردن۔ یا سہ روزہ داشتن یا دہ مسکین را طعام دادن۔ یا ده مسکین را کسوت پوشانیدن وکفارہ صوم دوماہ روزہ داشتن یا شصت مسکین را طعام دادن (از منتخب وکشف وفیروز شاہی)

۳۔ لفظ کفارہ کے لئے یونانی زبان میں جو انجیل کی الہامی زبان ہے ہلاس ماس ہے۔ جس کے معنے ہیں اوروں کے لئے قربانی گذراننا۔ دیکھو یوحنا ۱: ۲ "وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے۔ نہ فقط ہمارے گناہوں کا بلکہ تمام جہان کے گناہوں کا بھی"۔

۴۔ لفظ کفارہ کی اصلیت اور محل استعمال یہ ہے کہ جس طرح سے کپڑے ہمارے ننگا پن کو ڈھانپتے ہیں۔ اور شرم کو چھپاتے ہیں۔ اسی طرح سے کفارہ مسیح ہمارے گناہوں اور ناپاکی کو چھپاتا ہے۔ اور جب خدا ہم پر نظر کرتا ہے۔ تو ہم پر نہیں بلکہ مسیح کی راستبازی پر جو لباس کی طرح سے ایمان کے وسیلے ہم کو پہنائی جاتی ہے۔ اب خیال فرمائیے۔ کہ اگر ہم میں سے کوئی بغیر کپڑوں کے ہو اور سراسر ننگا ہو۔ تو لوگوں کو اس پر نگاہ کرنے سے شرم معلوم ہوتی ہے۔ اور خود اُس آدمی کو کیسا شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ مگر جبکہ وہ ہی آدمی کپڑے پہنے ہوئے ہو تو لوگ اُس پر کیسے خوشی سے نگاہ کرتے ہیں۔ اور وہ خود کیسا بشاش نظر آتا ہے۔ اسی طرح سے خیال فرمائیے۔ کہ ہمارے دل کی اندرونی حالت جو ہر قسم کے گناہوں سے آلودہ ہوتی ہے۔ اگرچہ ایک دوسرے کی نگاہ سے چھپی ہوئی ہے۔ مگر خدا کی غیب بین آنکھ سے چھپ نہیں سکتی ہے۔ اور سب کی حالت اُس کے سامنے بے پردہ ہے مثلاً خیال فرمائیے۔ کہ اگر ہمارے دل کی حالت یا اور ہمارے شریف دوستوں کی حالت عام الناس پر ننگی ہو جاوے۔ تو لوگ کیسے حیران اور پریشان ہونگے۔ کہ ہمارے

وہ دوست جن کی بابت ہمارے خیالات نہایت ہی عمدہ اور شستہ تھے۔ کیسے گندے گندے خیالات اور منصوبے دل میں رکھتے ہیں۔ اور ہم اُن کی بابت نہایت شرمندہ اور بدگمان ہو جاوینگے۔ اور اسی طرح سے ٹھیک اگر ہمارے دل کی اصلی حالت لوگوں پر ظاہر ہو جاوے۔ تو وہ کس قدر حیران اور پریشان ہونگے۔ کہ یہ شخص جو ہمارے سامنے بالکل نیک اور پاک اور راستباز انسان تھا۔ کیسے گندے گندے خیالات اور بغض اور کینہ اور فساد اور ناپاکی دل میں رکھتا ہے ایسا ہی حقیقتاً ہم سب کے سب خدا کے سامنے ننگے ہیں۔ اور اگرچہ ہم لوگوں کے سامنے بڑے پارسا اور نیک اور بھلے مانس ہیں۔ مگر خدا کی پاک و غیب بین آنکھ کے سامنے بالکل گھنونے ناپاک اور شرمسار ہیں۔ اور ایسی ناپاک حالت میں نہ تو ہم خدا کے سامنے جانا چاہتے ہیں اور نہ ہی خدا ہم کو ایسی گندہ حالت میں دیکھ سکتا ہے اور نہ اپنی شراکت اور رفاقت میں لے سکتا ہے اسی لئے ضرور ہے۔ کہ ہمارے یہ گناہ دور کئے جاویں۔ اور بدیاں مٹائی جاویں۔ اور کفارہ کیا جاوے۔ تاکہ ہمارے گناہ ہم سے اور خدا سے پوشیدہ کئے جاویں۔ یسعیاہ نبی نے جبکہ خدا کے جلال اور اس کی حضوری کو دیکھا تو چلا اُٹھا۔ کہ میں ناپاک اور نجس آدمی ہوں۔ دیکھو یسعیاہ نبی ۶: ۱-۹ "جس برس کہ عزیاہ بادشاہ مرگیا میں نے خداوند کو ایک بڑی بلندی پر اونچے تخت کے اوپر بیٹھے دیکھا۔ اور اس کے لباس کے دامن سے ہیکل معمور ہوگئی۔ اُس کے آس پاس سرافیم کھڑے تھے جن میں سے ہر ایک کے چھ چھ پر تھے۔ اور ہر ایک دو پروں سے اپنا مُنہ ڈھانپے تھا اور دو سے اپنے پاؤں ڈھانپے اور دو سے وہ اُوڑتا تھا۔ اور ایک نے دوسرے کو پکارا اور کہا۔ قدوس۔ قدوس۔ قدوس رب الافواج ہے۔ ساری زمین اُس کے جلال سے معمور ہے۔ اور پکارنے والے کی آواز کے زور سے آستانوں کی بنیادیں ہل گئیں اور مکان دھوئیں سے بھر گیا۔ تب میں بول اُٹھا۔ کہ ہائے مجھ پر میں تو برباد ہوا۔ کہ میں ناپاک ہونٹھ والا آدمی ہوں اور نجس لب لوگوں کے درمیاں بستا ہوں۔ کیونکہ میری آنکھوں نے خداوند رب الافواج کو دیکھا۔ اس دم ایک اُن سرافیم میں سے ایک سُلگتا ہوا کوئلا جو اُس نے دست پناہ سے مذبح پر سے اُٹھالیا۔

اپنے ہاتھ میں لے کے اُڑا اور اُس نے میرے مُنہ کو چھوُا اور کہا دیکھ کہ اس نے تیرے لبوں کو چھوُا سو تیرا گناہ دفع ہوُا اور تیری خطا کا کفارہ ہو گیا۔ اس وقت میں نے خداوند کی آواز سنی جو بولا کہ میں کس کو بھیجوں اور ہماری طرف سے کون جائیگا تب میں بولا میں حاضر ہوں۔ مجھے بھیج۔"

پھر ہمارے پہلے ماں باپ آدم اور حوا کی طرف دیکھئے جب تک کہ وہ پاکیزہ حالت میں رہے۔ بالکل ننگے تھے۔ اور خدا کی رفاقت میں رہتے تھے مگر جب انہوں نے گناہ کیا۔ تو اُن کو شرم دامنگیر ہوئی۔ اور انہوں نے معلوم کیا کہ ہم ننگے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی ننگائی کو ڈھانپنے کے لئے انجیر کے پتوّں کی لنگیاں بنائیں۔ مگر انجیر کے پتے انسان کی ننگائی کو ڈھانپنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ کمزور اور بوسیدہ ہیں اور جھٹ ننگا پن ظاہر ہو جاتا ہے۔ پس جس وقت انہوں نے خداوند خدا کی آواز باغ میں سُنی تو اپنے آپ کو درختوں کی آڑ میں چھپایا۔ مگر خدا نے اُن کے لئے چمڑے کے کپڑے بنائے اور اُن کو پہنائے۔ یہ چمڑہ کہاں سے آگیا۔ یہ چمڑہ اُس قربانی کا تھا۔ جو خدا نے اُن کے گناہوں کے لئے کفارہ کیا۔ اور یہ کفارہ اُس اصلی اور حقیقی کفارہ کا نشان اور علامت تھا جو کہ مسیح کے وسیلے ہونے والا تھا۔ جس وقت گناہ دنیا میں آیا اسی وقت کفارہ بھی کیا گیا۔ اور یہ کفارہ یعنی جانوروں کی قربانی جو مسیح کی اصلی قربانی کا نشان تھا اُس وقت سے شروع ہوُا اور رفتہ رفتہ تمام قوموں اور لوگوں میں پھیلتا گیا۔ چنانچہ خدا نے آدم کے بیٹے ہابل کی نذر کو جو برّہ سے دی گئی تھی۔ منظور کیا۔ اور اُس کے بھائی قائن کی نذر کو جو زمین کی حاصلات سے تھی نامنظور کیا۔ پس ان سب باتوں سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب خدا کی پاک نظر کے سامنے گنہگار اور ننگے اور سزاوار ہیں اور ہماری نیکیاں اور راستبازی جو آدم کے انجیر کے پتوں کی لنگیوں کے موافق ہیں۔ مثلاً نماز۔ روزہ۔ خیرات وغیرہ وغیرہ ہمارے گناہوں کو ڈھانپنے کے لئے ہرگز کافی نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کا دیا ہوُا کفارہ یعنی وہ خدا کی قربانی جس کا نشان اور علامت باغ عدن میں گناہ کے شروع ہوتے ہی خدا

کی طرف سے ہمارے پہلے ماں باپ آدم اور حوا کو دئے گئے۔ جنہوں نے اپنی راستبازی سے اور اپنی تجویز سے اپنے ننگا پن کو انجیر کے پتّوں سے ڈھانکنا چاہا خدا نے قربانی کے چمڑہ سے اُن کے ننگا پن کو ڈھانپا۔ پس ہماری راستبازی ہم کو ڈھانپ نہیں سکتی۔ بلکہ خدا کی راستبازی جو مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے سے مفت ملتی ہے۔ ہم کو ڈھانپ دیتی ہے۔ اور پھر ہم خدا کے سامنے مسیح کی راستبازی کو پہن کر پاک اور صاف اور راستباز ہو جاتے ہیں۔ دیکھو مکاشفات ۳: ۱۷و۱۸ میں مسیح خود فرماتا ہے۔ کیونکہ تو کہتا ہے۔ کہ میں دولتمند ہوں اور مالدار ہوُا ہوں اور کسی چیز کا محتاج نہیں۔ اور نہیں جانتا۔ کہ تو عاجز اور ناچار اور غریب اور اندھا اور ننگا ہے۔ میں تجھے یہ صلاح دیتا ہوں۔ کہ تو سونا جو آگ میں تایا گیا ہے۔ مجھ سے مول لے۔ تاکہ دولتمند ہووے۔ اور سفید پوشاک تاکہ تو پہنے ہو۔ اور تیرے ننگے پن کی شرم ظاہر نہ ہووے۔ اور اپنی آنکھوں میں انجن لگا۔ تاکہ تو دیکھنے لگے۔" پھر دیکھو یسعیاہ نبی کی کتاب ۵۵ باب پہلی سے چار آیت تک یہی پیشنگوئی سے اس کفارہ کی بابت جو مسیح کے وسیلے ہونے والا تھا۔ اور جس کی علامت جانوروں کی قربانیاں تھیں۔ یوں فرماتا ہے "ارے اے پیاسو پانی پاس آؤ۔ اور وہ بھی جس کے پاس نقدی نہ ہو آؤ مول لو اور کھاؤ۔ مَے اور دودھ بے روپیہ اور بے قیمت خریدو۔ تم کس لئے اپنی چاندی کو اُس چیز کے لئے جو روٹی نہیں ہے خرچ کرتے ہو۔ اور کیوں اس کے واسطے جو آسودہ نہیں کرتی مشقت کھینچتے ہو۔ تم میری سنو۔ اور وہ جو اچھی ہے کھاؤ اور تمہارا جی چربی سے لذت لیگا۔ کان جھکاؤ اور مجھ پاس آؤ۔ سنو تاکہ تمہاری جان زندہ رہے۔ میں تم سے ابدی عہد باندھونگا۔ اور داؤد کی سچی نعمتیں تمہیں دونگا۔ دیکھو میں نے اُسے قوموں کے لئے گواہ مقرر کیا۔ بلکہ لوگوں کا ایک پیشوا اور فرمانروا۔ دیکھ تو ایک گروہ کو جسے تو نہیں جانتا تھا۔ بلا دیگا اور وے گروہیں جو تجھے نہیں پہچانتی تھیں۔ خداوند تیرے خدا اور اسرائیل کے قدوس کے لئے جس نے تجھے جلال بخشا۔ تیرے پاس دوڑتے آوینگے۔" یہاں پیاسوں سے مراد

لہو یعنی کفارہ مسیح ہے اور دودھ سے مراد بحیثیت سفیدی کے پاکیزگی ہے اور مول لینے سے مطلب اپنا سب کچھ چھوڑ کر کفارہ مسیح کو قبول کرنا ہے۔

۵۔ انگریزی زبان میں کفارہ کے لئے لفظ (Atonement) ایٹونمنٹ ہے یہ مرکب At one ment ایٹ ون منٹ سے ہے جس کے لغوی معنے ایک ہو جانا ہے یعنی یکتائی اور میل کے ہیں۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہ کے سبب سے خدا اور انسان کے درمیان جدائی ہو گئی ہے۔ مسیح کے کفارہ سے میل ہو جاتا ہے اور گناہ میں دو باتیں شامل ہیں۔ یعنی گناہ کا جرم اور اس کی نجاست جب تک کہ انسان گناہ کے جرم سے جس کا تعلق خدا کی عدالت سے ہے اور گناہ کی نجاست سے جس کا تعلق خدا کی پاکیزگی سے ہے آزاد نہ ہووے یعنی ان سے نجات نہ پاوے خدا کا اور اس کا میل نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا جیسا اپنی ذات میں کامل ہے ویسا ہی اپنی صفات میں بھی کامل ہے۔ خدا کی عدالت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ گنہگار کو سزا دیجاوے۔ کیونکہ کلام میں لکھا ہے "کہ گناہ کی مزدوری موت ہے"۔ رومیوں ۶: ۲۳۔ پھر آدم کو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ "جس دن تو اس پھل میں سے کھائیگا مرجائیگا" دیکھو پیدائش ۲: ۱۷
اب خدا اپنی کامل صفت کے لحاظ سے گنہگاروں کو بغیر سزا کے نہیں چھوڑیگا۔
لیکن ہر ایسے انسان کی سزا کو خواہ وہ جرم دیوانی ہو یا فوجداری ایک غیر شخص اٹھا سکتا ہے بشرطیکہ اول وہ سزا اٹھانیوالا سزا اٹھانے کے لایق ہو۔ دوم جس کا گناہ کیا گیا ہے۔ وہ بھی اس عوضی کے سبب سے خوش ہو۔ سوم حاکم عدالت بھی راضی ہو۔ پھر کسی شخص کو عذر نہیں ہو سکتا ہے۔ اب کل انسان گنہگار ہیں اور سب کے سب خدا کے تخت عدالت کے سامنے سزاوار اور قابل جہنم ہیں۔ اگر خدا کل انسانوں کو اُن کے گناہوں کے سبب سے سزاوار جان کر دوزخ میں بھیجدیوے۔ تو بھی خدا عادل اور صادق ٹھیریگا۔ مگر خدا کی دوسری صفت بھی کامل ہے یعنی رحم اور محبت۔ اب خدا کے رحم اور محبت کا جو کہ اپنی پیدائش اور سنتان یا مخلوقات سے رکھتا ہے تقاضا یہ ہے کہ کوئی ایسی تجویز ہو۔ کہ خدا کی عدالت بھی قائم رہے اور محبت بھی پوری ہو۔ اور خدا کے رحم اور فضل سے یہ بالکل بعید ہے۔ اور عقل سلیم کے نزدیک بھی ناممکن ہے

کہ ایسا مہربان اور رحیم و کریم خدا جو ہمارا باپ اور خالق ہے جسکی محبت اور مہربانی اُس کی مخلوقات پر اُس کے انتظام عالم سے صاف واضح ہے۔ پسند کرے کہ اس کی تمام مخلوقات گناہ کے سبب سے ہلاک ہو جاوے۔ اور خدا جو قادر مطلق باپ ہے کچھ انتظام نہ کرے۔ یہ بالکل ناممکن ہے اب ہم کو انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے گنہگار انسان کو گناہ کی سزا سے بچانے کے لئے اپنے ازلی شبد یا کلام کو انسانی جسم میں ظاہر کیا۔ جس کو خداوند یسوع مسیح باعتبار اُس کے کام اور عہدہ کے (یسوع بمعنی بچانیوالا۔ مسیح بمعنی مسیح کیا گیا یعنی مقرر ہوا کل معنی جو نجات کے لئے مقرر ہوا) باعتبار اُس کے ازلی تعلق کے جو کلام یا شبد الوہیت سے رکھتا ہے اور باعتبار اُس کے کہ وہ خدا کا مظہر و منکشف ہے خدا کا بیٹا کہا گیا۔ اُس نے گنہگار انسان کی سزا کو بخوشی خاطر اُٹھایا۔ اور ہر ایک انسان جو اُس پر ایمان لاتا۔ اور اُس کے کفارہ کو اپنے لئے قبول کرتا ہے۔ وہ خدا کے سامنے صادق اور راستباز ٹھیرتا ہے۔
ایسا انسان بن جاتا جس میں کوئی گناہ نہیں اور جس کی خطا ڈھانپی گئی۔ اور اس طرح سے خدا کی عدالت اور رحم دونو پورے ہوتے ہیں۔ اب مذکورہ بالا شرائط کے مطابق اول یہ کہ وہ سزا اٹھانے کے لائق ہو۔ مسیح چونکہ کامل اور پاک انسان ہے اور نہ صرف انسان بلکہ الٰہی ذات یعنی ازلی شبد ہے جو خدا کا مظہر ہے لایق ہے کہ وہ خدا اور انسان ہو کر درمیانی ہووے۔ اور خدا اور انسان کے درمیان اپنے کفارہ سے میل کرا دے۔ دوم جس کا گناہ کیا گیا ہے۔ وہ بھی اُس عوضی کے کام سے خوش ہووے۔ صاف معلوم ہے کہ ہم نے خدا کا گناہ کیا ہے اور اُس کے تخت عدالت کے سامنے سزاوار ہیں۔ اور یہ تجویز کفارہ مسیح کی اُس کی تجویز ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے۔ سوم کہ عدالت بھی اُس بدلہ سے خوش ہو۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ عدالت بھی خداوند خدا کی ہے۔ جس کو خوش کرنا ہے اور خدا جو احکم الحاکمین ہے جو عادل اور رحیم خدا ہے اس کفارہ سے خوش ہے اور منظور کرتا ہے پس یہ کامل کفارہ ہے۔ جو ہم کو خدا کے ساتھ ملاتا ہے اور ایٹ ون منٹ یعنی یکتائی و میل کرا دیتا ہے پس اسی لحاظ سے انگریزی زبان میں کفارہ کے لئے لفظ

آیا ہے دیکھو انجیل رومیوں ۵: ۱۰-۱۱ Atonement" پس ہم ان باتوں کی بابت کیا کہیں۔ اگر خدا ہماری طرف ہے تو کون ہمارا مخالف ہو سکتا ہے؟ جس نے اپنے بیٹے ہی کو دریغ نہ کیا بلکہ ہم سب کی خاطر اُسے حوالہ کر دیا وہ اُس کے ساتھ باقی چیزیں بھی ہمیں کس طرح نہ بخشیگا؟ خدا کے برگزیدوں پر کون نالش کریگا؟ خدا خود اُن کا راستباز ٹھیرانیوالا ہے پس اُن کو کون مجرم ٹھیراویگا؟ اور مسیح یسوع وہ ہے جو مرگیا۔ بلکہ مردوں میں سے جی بھی اُٹھا اور خدا کی دہنی طرف ہے اور ہماری شفاعت بھی کرتا ہے۔ کون ہم کو مسیح کی محبت سے جدا کریگا۔ مصیبت یا تنگی یا ظلم یا کال یا ننگاپن یا خطرہ یا تلوار" پھر دیکھو انجیل رومیوں ۸: ۱-۵ تک" پس اب اُن پر جو مسیح یسوع میں ہیں سزا کا حکم نہیں۔ کیونکہ زندگی کی رُوح کی شریعت نے مسیح یسوع کے سبب سے مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد کر دیا۔ اس لئے کہ جو کام شریعت جسم کے سبب کمزور ہو کر نہ کر سکی۔ وہ خدا نے کیا۔ یعنی اس نے اپنے بیٹے کو گناہ آلودہ جسم کی صورت میں گناہ کے سبب قربان ہونے کے لئے بھیج کر گناہ پر جسم میں سزا کا حکم دیا۔ تاکہ شریعت کا تقاضا ہم سے پورا ہو جو جسم کے مطابق نہیں۔ بلکہ روح کے مطابق چلتے ہیں۔ کیونکہ جو جسمانی ہیں وہ جسمانی باتوں میں دل لگاتے ہیں لیکن جو روحانی ہیں۔ وہ روحانی باتوں میں دل لگاتے ہیں"۔

اب اس میل اور یکتائی کے لئے جو انسان اور خدا کے بیچ ہونا ضروری ہے ایک بات باقی ہے۔ وہ گناہ کی دوسری تاثیر یا خاصیت ہے یعنی نجاست۔ جب انسان گناہ کرتا ہے تو وہ نہ صرف خدا کے تخت عدالت کے سامنے تقصیروار اور مجرم ہے جس کو سزا ملنا چاہیئے۔ بلکہ وہ گناہ کے سبب سے نجس اور ناپاک ہے اور خدا جو پاک اور قدوس ہے اُس کی رفاقت میں نہیں رہ سکتا۔ اس لئے ضروری بات ہے کہ اس میل کی تکمیل کے لئے نہ صرف ہم اپنے گناہوں کی سزا سے چھٹکارا پاویں بلکہ ہمارا ناپاک و نجس دل جو گناہ کا چشمہ اور منبع ہے پاک کیا جاوے۔ اور ہم سر نو روحانی طور پر پیدا ہوں۔ اور کوے اور سوئر کی خاصیت جو گندگی کھاتا اور گندگی میں رہتا ہے دور ہو کر اُس کی بجائے بھیڑ اور کبوتر کی خاصیت ہم میں پیدا ہو۔ کہ گندگی

کے نزدیک نہ جاویں۔ بلکہ بے شر نو پیدا شدہ انسان گناہ سے نفرت رکھنے والا اور نیکی سے پیار کرنیوالے ہوں۔ دیکھو عبرانیوں ۱۲: ۱۴ "پاکیزگی کی پیروی کرو جس کے بغیر کوئی خدا کو نہ دیکھیگا۔ متی ۵: ۸۔ مبارک وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہی خدا کو دیکھینگے تم پاک ہو اس لئے کہ میں پاک ہوں" مسیح فرماتا ہے متی ۵: ۴۸ "پس تم کامل ہو جیسا کہ تمہارا آسمانی باپ کامل ہے" یوحنا ۳: ۳ "میں مسیح نقودیمس کو فرماتا ہے یسوع نے جواب میں اُس سے کہا میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں۔ جب تک کوئی نئے سر سے پیدا نہ ہو۔ وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتا ہے۔

اب خدا کے کلام میں گناہ کی اُس تاثیر یا خاصیت یعنی نجاست کو دور کرنے کے لئے یہ علاج لکھا ہے۔ کہ جس طرح سے خدا نے اپنے ازلی شبد کو مجسم حالت میں بھیجا۔ کہ وہ مصلوب ہو کر گناہ کی سزا کا کفارہ ہووے۔ اسی طرح سے وہ اپنی پاک روح کو روحانی حالت میں ایماندار کے اندر بھیجتا ہے۔ کہ وہ وہاں سکونت پذیر ہووے ایسا کہ ایماندار کا دل اور بدن روح القدس کی ہیکل اور مسکن ہو جاتا ہے۔ ایسا کہ وہ اس کے تاریک اور گناہ آلودہ دل میں روشنی کر دیتا ہے اور ایماندار کو اپنے دل کی کمزوری اور گناہ کی حالت صاف صاف معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے آپ سے بیزار اور نفرت انگیز ہو جاتا ہے۔ اور اپنے دل کے گناہ اُس کو نفرت انگیز اور گھنونے معلوم ہونے اور جو چیز انسان کو گھنونی اور نفرت انگیز معلوم ہو وہ اُس کے چھوڑنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور اس طرح سے رُوح پاک کی روشنی سے وہ بڑے اور چھوٹے گناہوں پر غالب آجاتا ہے اور بعض وقت بعض پیارے اور پوشیدہ گناہ چھپے ناسور کی طرح دل کو دکھاتے اور ایذا پہنچاتے ہیں۔ جن کے لئے ایماندار خدا کے سامنے کراہتا اور گڑگڑاتا ہے اور اُس کو ہرگز آرام نہیں آتا ہے جب تک کہ اُس گناہ پر غالب نہ آلیوے۔ اب ایسا شخص جس کے گناہوں کی سزا مسیح نے مصلوب ہو کر اُٹھالی اور جو مسیح کی موت کو اپنے لئے اپنی موت سمجھتا ہے۔ اور یہ سمجھ کر اس پر ایمان لاتا ہے اور جس کا دل خدا کے پاک روح سے سر نو پیدا کیا گیا اور منور ہو گیا ہے ایسا کہ اب وہ جن گناہوں کو عزیز اور پیارا اور عام بات سمجھتا تھا

ان سے نفرت کرتا ہے اور وہ اُن کو گھنونے معلوم ہوتے ہیں۔ ایسا شخص خدا کے ساتھ ایک ہو گیا ہے اور اُس کا میل خدا کے ساتھ ہو گیا جس کے لئے لفظ اٹینومنٹ یا کفارہ مسیح مستعمل ہوتا ہے۔ روح القدس کی بابت دیکھو ططیس ۳: ۵ - "پر جب ہمارے بچانے والے خدا کی مہربانی اور آدمیوں پر رغبت ظاہر ہوئی۔ اس نے ہم کو راستبازی کے کاموں سے نہیں جو ہم نے کئے۔ بلکہ اپنی رحمت کے مطابق نئے جنم کے غسل اور روح القدس کے سرنو بنانے کے سبب بچایا۔ جس سے اُس نے ہمارے بچانے والے یسوع مسیح کی معرفت ہم پر بہتایت سے ڈالا تاکہ ہم اُس کے فضل سے راستباز ٹھہر کر امید کے مطابق ہمیشہ کی زندگی کے وارث ہوویں" پھر دیکھو یوحنا ۳: ۵ "یسوع نے جواب دیا۔ کہ میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں اگر آدمی پانی اور روح سے پیدا نہ ہووے۔ تو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتا ہے"۔ پھر دیکھو افسیوں ۱: ۱۳-۱۴ "اور اُسی میں ہو کے تم نے جو ایمان لائے۔ روح القدس جس کا وعدہ ہوا۔ مہر پائی۔ وہ ہماری میراث پانیکا بیعنامہ ہے جب تک کہ خریدے ہوؤں کی خلاصی نہ ہو۔ تاکہ اُس کے جلال کی رونق ہووے" +

۶ - ہندوؤں کی مذہبی اصطلاح میں کفارہ کے لئے لفظ بَلی کا آیا ہے۔ جس کے معنی ہیں کمزور کا اور قصوروار کا زورآور اور عادل کے سامنے ڈنڈ دینا۔ یہ ہوم کرنے کے وقت نذر اور ڈنڈ کی صورت میں دیا جاتا ہے اور اگر ہندوؤں کی مذہبی کتابوں اور رسم و رواج اور بائبل کے طریق قربانی و نذر گذراننے کا مطالعہ غور سے کیا جاوے تو صاف معلوم ہو جاوے گا۔ کہ دونوں کا مقصد اور طریقہ قربانی بالکل ایک ہی ہے۔ دیکھو بائبل کتاب احبار پہلا و دوسرا باب مختلف قسم کی قربانیاں آگ میں گذرانی جاتی تھیں۔ مثلاً سوختنی قربانی جو مذبح یا قربانگاہ پر آگ میں جلائی جاتی تھی۔ وہ بھیڑ بکری وغیرہ سے ہوتی تھی۔ پھر سلامتی کا ذبیحہ و نذر کی قربانی اور یہ نذر کی قربانی میدہ تیل وغیرہ سے آگ میں گذرانی جاتی تھی ٹھیک اسی طرح سے اہل ہنود میں جب ہوم کیا جاتا ہے تو ایک چبوترہ پر گڑھا کھود کر قربانگاہ کی صورت میں بنایا جاتا ہے اور اس میں آگ جلائی جاتی ہے اور

اُس میں گھی پھل پھول و اناج وغیرہ جلائے جاتے ہیں۔ اور پہلے وقتوں میں بدھ مذہب کے رواج سے پیشتر تو اُس میں حیوانات اور انسان کی سوختنی قربانی بھی جلائی جاتی تھی۔ جس کا ذکر دوسرے حصہ میں آویگا۔ مگر آجکل مختلف قسم کی اہوتیاں دیجاتی ہیں۔ اور انسان کے سر کی بجائے اُس کے مشابہ نارجیل آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ ان سب کا نام ہوم کرنا اور بلی دان کرنا ہے +

دوسرا حصہ

کفارہ کی قدامت

عام لوگوں کا کیا ذکر ہے۔ بلکہ اہل اسلام اور اہل ہنود کے بزرگوں اور عالموں کا یہ خیال ہے۔ کہ عیسائیوں نے کفارہ کی نئی من گھڑت تعلیم نکال لی ہے ورنہ نہ تو کسی نبی نے یہ تعلیم دی ہے کہ ایک شخص کے مارے جانے سے بہتوں کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور نہ کسی الہامی کتاب۔ مثلاً توارات زبور و صحائف انبیا میں درج ہے یا اور قوموں کی مذہبی کتابوں میں اس کا کچھ ذکر ہے۔ اور نہ کسی زمانہ یا ملک میں رواج ہے بلکہ یہ تعلیم ایک انوکھی اور جہالت کی تعلیم ہے۔ جو قوانین قدرت کے خلاف ہے کہ ایک شخص کے یا جانور کے جان دینے سے اوروں کا بھلا ہووے۔ بلکہ عقل کے اور قوانین قدرت کے نزدیک سچی تعلیم یہ ہے۔ کہ ہر ایک شخص اپنے اپنے گناہوں کا حامل ہووے۔ نہ کوئی اور شخص۔ اور واجبی اور مناسب ہے کہ ہر ایک شخص کو اس کے اعمال کی سزا دیجاوے۔ ورنہ اس تعلیم سے کہ ایک شخص کے کفارہ ہونے سے اوروں کے گناہ دور ہو جاویں۔ اُلٹا گناہ کرنے کی ترغیب پائی جاتی ہے۔ اور گنہگار کو گناہ کرنے کی دلیری ہوتی ہے۔

اب ہم نے یہ دریافت کرنا ہے۔ کہ آیا یہ تعلیم کفارہ کی جیساکہ انجیل میں درج ہے۔ صرف انجیل کی اختراع ہے۔ اور مسیح کے شاگردوں نے کسی طرح سے گمراہ ہو کر تعلیم دی ہے (اور بقول محمدیوں کے نہ تو مسیح کی اور نہ کسی نبی کی یہ تعلیم ہے) یا یہ سچ ہے کہ کل انبیاء سلف نے اس کی تعلیم دی۔ اور کل انبیاء اسی کفارہ کی پیش خبریں

اور نمونہ کی قربانیوں کو مانتے تھے ۔ اور صدق دل سے اپنا ایمان اُس پر رکھتے تھے ۔
اور مسیح اور اُس کے رسولوں کے اس تعلیم کفارہ کے مؤید اور حامی اور پیشگو تھے
اور نیز یہ کہ شروع عالم سے خدا نے ہر ایک قوم کی ریت و رسم اور مذہبی خیالات
اور اُن کی مذہبی کتابوں میں درج کی ہے

ان کی قدامت کا ثبوت اول پرانا عہدنامہ تھے۔ توریت اور زبور اور صحائف انبیاء کو اگرچہ عیسائی الہامی کتابیں مانتے ہیں۔ مگر تو بھی اصل میں یہ یہودیوں کی مذہبی اور دینی کتابیں ہیں۔ جو کہ انجیل کے اور مسیح کے دشمن ہیں۔ اور محمدی اور مسیحی دونوں ان کتابوں کو من جانب اللہ مانتے ہیں۔ اور اسی واسطے وہ کتابیں دونوں کے لئے ثالث ہو سکتی ہیں۔ جن کی شہادت اور تعلیم اور نصیحتوں اور پیشگوئیوں کو دونوں کو بلا عذر و حیلہ کے ماننا چاہیئے کیونکہ جس حالت میں دونو اُن کتابوں کو منجانب اللہ مانتے ہیں تو لازمی طور پر اُن کی تعلیم کو بھی بے خطا اور واجب التعظیم اور واجب التعلیم ماننی چاہیئے اگر ان کتابوں میں کفارہ کی تعلیم پائی جاتی ہے تو اُس کو بلا عذر ماننا چاہیئے۔ اور اگر نہیں پائی جاتی ۔ تو رد کرنی چاہیئے۔ البتہ اس موقعہ پر اہل اسلام انکے ماننے کیلئے یہ عذر کیا کرتے ہیں کہ توراۃ و زبور تحریف ہو گئی ہیں۔ یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ دعوئی تحریف کا سچا اور درست ہے اور کسی محکم بنیاد اور دلیل پر ہے یا صرف بچوں کا کھیل اور افیونیوں کی بڑ ہے جو بلا دلیل اور بے سوچے سمجھے پیش کیجاتی ہے

اوّل خیال فرمائیے کہ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ عیسائی یہودیوں کی مذہبی کتابوں کو جن کو وہ اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ تبدیل کر ڈالیں حالانکہ تواریخوں سے اور انجیل سے صاف ثابت ہے۔ کہ یہودی عیسائیوں کے شروع سے ہی سخت مخالف رہے۔ اور انہی مذہبی مسائل کے سبب سے ان میں سخت دشمنی مسیحیوں کی طرف پائی جاتی تھی اور موقع پا لے پر وہ کبھی عیسائیوں پر وار کرنے میں نہیں چوکتے تھے۔ بھلا کب ممکن ہے۔ کہ ایسی حالتیں یہودی۔ عیسائیوں کو اپنی مذہبی پاک کتابیں خراب کرنے دیویں اور تعلیم کفارہ کی اُنمیں شامل کرنے دیں جو پیشتر سے درج نہیں ہے یہ بالکل ناممکن اور دائرہ عقل سے خارج ہے یہ ٹھیک ایسا ہی

ہے جیسا کہ کہا جاوے کہ عیسائیوں نے قرآن کو بلکہ ساری دُنیا کے قرآنوں کو بالکل اپنی مرضی کے موافق تبدیل کر ڈالا ہے اور اپنی مذہبی تعلیم کفارہ کی اُس میں درج کر دی ہے جیسا یہ ناممکن ہے اور عقل سے خارج بات ہے۔ ویسا ہی یہ بھی ناممکن اور خارج از عقل ہے ۔ کہ عیسائی جو شروع سے کمزور تھے۔ یہودیوں کی مذہبی کتابوں کو تبدیل کر ڈالیں۔ نہ صرف اپنے ہاں کی بلکہ اُن کو بھی جو یہودیوں کے گھروں میں ہیں اور کچھ شور نہ ہو ۔

دوسری دلیل رد تحریف کی مسیح کے آسمان پر جانے کی ۴۰ برس بعد وسپسین اور ٹائٹس نے آکر یہودیوں کے ملک اور قومیت کو برباد کر ڈالا اور وہ دنیا کے تمام ملکوں میں پراگندہ ہو گئے۔ اور اپنی مذہبی کتابیں اپنے ساتھ لے گئے تو کس طرح سے ممکن ہے کہ مسیحی جو چوتھی صدی تک بالکل حقیر اور ایک مظلوم اور پائمال شدہ مذہب رہا جس کو ہر قوم کے بادشاہ اور یہودی لوگ ستاتے تھے۔ یہودیوں کی کتابوں کو مختلف ممالک ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور دیگر براعظموں میں ۔ تبدیل کر ڈالتے۔ یہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ کہا جاوے کہ سکھوں نے دنیا کے تمام قرآنوں کو اپنی مرضی کے مطابق تبدیل کر ڈالا ہے یہ دعوے بالکل خارج از عقل ہے۔

تیسری دلیل اگر برعکس یوں کہا جاوے۔ کہ عیسائیوں نے زبردستی نہیں بلکہ یہودیوں نے برضا و رغبت خود اپنی خواہش سے یا عیسائیوں کے خوش کرنے کے لئے (حالانکہ وہ آج کے دن تک اُن کے سخت مخالف ہیں) اپنی مذہبی کتابوں کو تبدیل کر ڈالا۔ اور دوسرے مذہب کے مذہبی مسائل کو اپنی کتابوں میں درج کر لیا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا جاوے مسلمانوں نے اپنے قرآن کو ہندؤں کو خوش کرنے کے لئے تبدیل کر ڈالا ہے اور وید کی مذہبی مسائل مثلاً تعلیم تناسخ اور نیوگ کے اُس میں داخل کر دی ہے جیسے کہ یہ بات خارج از عقل اور بیہودہ بڑ ہے اور دعوے بے دلیل ہے اسی طرح سے یہ دعوے بھی درست نہیں ہے اور عقل کے برخلاف ہے۔ کہ یہودیوں نے اپنی مذہبی کتابیں عیسائیوں کی خاطر بدل ڈالی ہوں اور عیسائی مذہب کی تعلیم کفارہ اور قربانی کی اُس میں عیسائیوں کے خوش کرنے کے لئے ڈال دی ہو۔

چوتھی دلیل رد تحریف کی یہ ہے کہ مسیح سے قریباً چار سو برس پیشتر بطلمی بادشاہ نے جو کہ سکندر اعظم کے جانشینوں میں سے تھا یہودیوں کی ساری مذہبی کتابیں مثلاً توریت زبور وکتب الانبیا کو عبرانی زبان سے یونانی زبان میں ترجمہ کروایا تھا۔ اور ستر شخصوں کی ایک کمیٹی عالموں کی مقرر کی جنہوں نے یہ ترجمہ کیا۔ اور اس ترجمہ کا نام سپٹواجنٹ (یعنی ستر شخصوں کا ترجمہ) رکھا گیا اور وہ ترجمہ نہ صرف یہودیوں کے ہاتھ میں آیا بلکہ غیر اقوام میں اور رومی اور یونانی بادشاہوں میں ہر جگہ پھیل گیا تھا۔ پس یہ بات بالکل ناممکن اور عیسائیوں اور یہودیوں کے قبضہ اقتدار سے باہر تھی کہ وہ توریت یا زبور یا دیگر صحائف انبیاء میں سے کسی میں تحریف کا خیال کریں۔ بالکل قرین قیاس نہیں ہے۔

پس اب جبکہ محکم دلائل سے ثبوت ہوگیا کہ یہودیوں کی مذہبی کتابیں توریت و زبور وصحائف انبیاء وغیرہ جن کو اہل اسلام اور مسیحی منجانب اللہ مانتے ہیں۔ بالکل صحیح سالم موجود ہیں۔ اور بالکل تحریف نہیں ہوئے ہیں۔ تو دونو پر واجب بلکہ فرض ہے کہ ان کے احکام کو مانیں اور کلام خدا جان کر اُن کی عزت کریں۔ اور دیکھیں کہ آیا کفارہ کی بابت اور راہ نجات کی بابت کیا تعلیم دیتی ہیں۔ ان میں حسب ذیل تعلیم موجود ہے۔

پیدائش کے شروع میں آدم کے دو بیٹوں قائن اور ہابیل نے خدا کے سامنے نذر گذرانی۔ اور لکھا ہے کہ خدا نے ہابل کی نذر قبول کی کیونکہ وہ ایمان کے ساتھ لایا تھا مگر خدا نے قائن کو اور اُس کی نذر کو نامنظور کیا اور ہابل کا ایمان اس میں تھا۔ کہ وہ جانتا تھا۔ کہ گناہوں کی معافی غلہ یا اناج گذرنے سے نہیں ہوتی۔ بلکہ گناہوں کا کفارہ لہو بہانا ہے جو کہ خدا کو منظور ہے سو وہ منظور ہؤا۔

پھر لکھا ہے۔ کہ طوفان کے بعد نوح نے ایک قربانگاہ بنائی اور اُس پر پاک اور بے عیب جانوروں کو ذبح کیا۔ اور اپنے اور اپنے خاندان کے لئے قربانی گذرانی۔ دیکھو پیدائش ۸: ۲۰-۲۲ تک "تب خدا نے قربانی کی خوشنودی کی بو سونگھی اور نوح کو برکت دی"۔

پھر ابراہام۔ اضحاق اور یعقوب خدا کے حضور پاک جانوروں کی قربانیاں گذرانتے ہیں۔ پھر توریت کی کتاب خروج کے ۱۲ باب میں عید فسح کی رسم کا ذکر ہے جسکی

نقل اہل اسلام میں عید الضحٰی یا بقر عید ہے۔ جو سات دن تک کی جاتی تھی۔ اور ہر ایک خاندان کو ایک برہ بے عیب ذبح کرنا ضرور تھا۔ اور اُس کے لہو کا نشان بنی اسرائیل نے اپنی چوکھٹوں پر لگایا اور اُن کے بچے ہلاکت سے بچ گئے۔ اور یہ رسم عید کے طور پر ہمیشہ کے لئے مقرر ہوئی۔ خروج ۱۲ باب کل پڑھنا چاہیئے۔ جو اصل میں مسیح کے کفارہ کی جس کو انجیل میں خدا کا برہ کہا گیا ہے علامت ہے مسلمانوں میں یہ عید برابر پائی جاتی ہے۔ جس کو عید الضحٰی یا بقر عید کہتے ہیں جس میں انہی شرائط پر برہ ذبح کیا جاتا ہے اور برابر سات دن تک عید رہتی اور قربانیاں دیجاتی ہیں۔ میں اہل اسلام سے باادب پوچھتا ہوں۔ کہ اگر ان قربانیوں کا مطلب گناہوں کا کفارہ اور عذاب کے ٹلنے کا نہیں ہے تو اور کیا مطلب ہے۔ بے مطلب اور بے معنے قربانیاں نہیں دیجاتی ہیں۔ اہل اسلام کے اس عید کو ماننے اور قربانی دینے سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے۔ اور ہرگز انکار نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ گناہوں کے کفارہ کے لئے لہو بہانا اور قربانی دینا ضرور ہے جو انبیاء سلف کی سنت سمجھ کر دیتے ہیں خواہ وہ اس کا اقرار کریں یا نہ کریں۔ اور احبار کی کتاب میں قربانیوں کے گذراننے کا مفصل دستور اور طریق بتلایا گیا ہے۔ کہ ہر ایک خطاکار انسان اپنے گناہوں کی معافی کے لئے ایک برہ یا بچھڑا یا قمریوں یا کبوتروں کا جوڑا خداوند کے حضور لاوے۔ اور اپنے ہاتھ اُس پر رکھے اور اُن کو قربان ہونے کے لئے کاہن کے سپرد کرے اور کاہن اُن کو ذبح کرکے لہو کو مذبح پر چھڑکے اور بدن کو مذبح پر جلا وے۔ یا کھاویں۔

اور آخر کار توریت کی کتاب احبار ۱۷: ۱۱ میں صاف صاف لکھا ہے۔ "کیونکہ بدن کی حیات لہو میں ہے۔ سو میں نے مذبح پر وہ تم کو دیا ہے۔ کیونکہ وہ جس سے کسی جان کا کفارہ ہوتا ہے سو لہو ہے"۔ اس آیت سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ چیز جس سے انسان کے گناہ چھپائے جاتے ہیں نہ نقد روپیہ خیرات کرنے یا غلہ دان کرنے یا کسی قسم کی بخشش یا خیرات یا روزہ یا نماز یا حج کرنے میں ہے بلکہ جس سے کفارہ ہوتا ہے سو لہو ہے۔ اور اس کا سبب یہی لکھا ہے کیونکہ بدن کی حیات لہو میں ہے۔

پھر پیشگوئی کے طور پر زبور میں لکھا ہے کہ بکروں اور بچھڑوں کا۔ لہو صرف اصلی کفارہ کے جو مسیح کے ذریعہ سے ہونے والا ہے علامت ہیں یہ موقوف ہو جاویگی دیکھو زبور ۴۰: ۵۔۱۰۔ "اے خداوند میرے خدا تیری عجائب قدرتیں جو تونے کر دکھلائیں بہت سی ہیں اور تیری تدبیریں جو ہمارے واسطے ہیں ممکن نہیں کہ تیری حضور میں ترتیب کے ساتھ گنی جاویں۔ ذبیحہ اور ہدیہ کو تونے نہیں چاہا۔ تونے میرے کان کھولے۔ سوختنی قربانی اور خطا کی قربانی کا تو طالب نہیں۔ تب میں نے کہا دیکھ میں آتا ہوں۔ کتاب کے دفتر میں میرے حق میں لکھا ہے۔ اے میرے خدا میں تیری مرضی بجالانے پر خوش ہوں۔ بیتری شریعت تو میرے دل کے بیچ میں ہے۔ میں بڑی جماعت میں صداقت کی شہادت دیتا ہوں۔ دیکھ اے خداوند میں اپنا منہ بند نہیں کرتا۔ میں تیری نجات اور سچائی کو بڑی جماعت سے پوشیدہ نہیں رکھتا ہوں"۔ ان آیتوں کا مطلب صاف ہے۔ کہ پیشگوئی کے طور پر داؤد صاف بیان کرتا ہے کہ ذبیحہ اور ہدیہ اور قربانی جو شریعت کے طور پر کی جاتی ہیں۔ موقوف ہونگی اور نجات دینے اور کفارہ ہونے کے لئے اور قربانی دینے کے لئے ایک شخص خدا سے مخصوص کیا جاتا۔ جو کہتا ہے۔ کہ میں آتا ہوں۔ کہ تیری مرضی بجالاؤں۔ اور بڑی جماعت کو بشارت اور نجات کی خبر پہنچاؤں۔ پھر یسعیاہ ۵۳: ۴۔۱۲ تک مسیح کے پیدا ہونے۔ مصلوب ہونے۔ گناہوں کے لئے کفارہ دینے۔ اور ہمارے گناہوں کے لئے گھائل کئے جانے اور برہ بے عیب کی طرح ذبح کئے جانے۔ شریروں کے درمیان لٹکائے جانے۔ دولتمندوں کے درمیان دفن ہونے۔ زندہ ہونے۔ آسمان پر جانے۔ اور زمین پر اُس کی راہ نجات کے پھیلنے اور لوگوں کے اُس پر ایمان لانے کا ایسا صاف صاف بیان ہے۔ کہ کچھ شک وشبہ نہیں رہتا کہ مسیح عیسےٰ وہ ہی مصلوب برہ ہے جو ہمارے گناہوں کے لئے گھائل کیا گیا۔ اور ہماری بدکاریوں کے لئے کچلا گیا۔ اور خداوند نے ہم سبھوں کی بدکاری اُس پر لادی۔ جو کوئی چاہے۔ یسعیاہ ۵۳ باب پڑھ لے اور دیکھ لیوے۔

پھر دانی ایل نبی کو خدا اُس کی دعا کے جواب میں مسیح کا نام لے کر اُس کے پیدا ہونے کا اور مصلوب ہونے کا وقت اور یہ بھی کہ وہ اپنے لئے نہیں بلکہ ہمارے لئے

اور ہمارے گناہوں کے لئے مارا جائیگا۔ اور ہدیہ اور قربانی جو بکروں اور بچھڑوں کی دیجاتی ہیں موقوف ہو جائینگی صاف صاف بتلایا ہے دیکھو دانی ایل نبی کی کتاب ۹: ۲۰۔۲۷

اب انجیل میں مسیح اور اُس کے رسول بھی یہی دعوے کرتے ہیں۔ کہ خداوند یسوع مسیح نبیوں کی کتابوں کے موافق مارا گیا۔ اور گناہوں کے لئے کفارہ ہوا جیسا کہ نبیوں نے پیشتر سے سینکڑوں برس کتابوں میں خبر دی تھی۔ دیکھو لوقا ۲۴: ۲۵۔۲۷ "تب اُس نے (مسیح نے) اُن سے کہا۔ کہ اے نادانو اور نبیوں کی ساری باتوں کے ماننے میں سست مزاجو کیا ضرور نہ تھا۔ کہ مسیح یہ دُکھ اُٹھاوے۔ اور اپنے جلال میں داخل ہو۔ اور موسیٰ اور سب نبیوں سے شروع کر کے وہ باتیں جو سب کتابوں میں اُس کے حق میں ہیں۔ ان کے لئے تفسیر کریں"۔ پھر دیکھو اعمال ۱۷: ۲۔۴ تک۔ "اور پولوس اپنے دستور پر اُن کے پاس اندر گیا۔ اور تین سبتوں میں نوشتوں کی باتوں کا چرچا اُن کے ساتھ کیا۔ کہ اُن کا بھید کھولتا۔ اور دلیل لا کے کہتا تھا۔ کہ ضرور تھا۔ کہ مسیح دُکھ اُٹھاوے (یعنی کفارہ ہووے) اور مردوں میں سے جی اُٹھے۔ اور کہ یہ یسوع جسکی میں منادی کرتا ہوں۔ وہ ہی مسیح ہے" یعنی مسیح موعود۔

اب کوئی شخص شاید یہ کہیگا۔ کہ یہ ثبوت قدامت کفارہ کا تو آپ اپنے ہی مذہب سے دے رہے ہیں۔ اور قوموں کے مذہبوں اور ریت ورسم میں تو اُس کا کچھ ذکر نہیں ہے۔ جناب من میں نے پہلے ہی عرض کر دیا ہے۔ کہ توراۃ وزبور کو اگرچہ ہم خدا کا کلام مانتے ہیں۔ مگر تو بھی وہ دراصل یہودیوں کی مذہبی کتابیں ہیں۔ جو کہ عیسائیوں کے مخالف ہیں۔ اب دوسرے مذہبوں کی حالت پر غور کیجئے کہ کیونکر کفارہ کی رسم اور تعلیم اُن میں پائی جاتی ہیں۔

تواریخ کلیسیا مصنف ڈاکٹر مشہام صاحب متوطن جرمنی سے معلوم ہوتا ہے کہ یونانی۔ رومی۔ مصری و یوروپ کی دیگر تمام قومیں عیسائی ہونے سے پیشتر اپنے اپنے دیوتاؤں کے لئے قربانی کرتے تھے۔ اور گناہوں کی معافی اور بلا کے ٹالنے اور دیوتاؤں سے برکتیں حاصل کرنے کے لئے اُس کے سامنے قربانیاں گذرانی

جاتی تھیں۔ چنانچہ انجیل میں ذکر ہے۔ کہ جب پولوس اور برناباس ایشیا کوچک میں منادی کرنے لگے۔ اور لسترہ شہر میں ایک لنگڑے کو خدا کی قدرت اور خداوند یسوع مسیح کے نام سے چنگا کیا۔ وہاں کے لوگوں نے یہ معجزہ دیکھ کر خیال کیا۔ کہ زیوس اور ہرمیس جو اُن کے دیوتاؤں کے نام ہیں آدمی کے بھیس میں ہم پر اتر آئے ہیں۔ زیوس کے پجاری نے اور لوگوں کے ساتھ مل کر بیل اور پھولوں کے ہار لاکر چاہا۔ کہ پولوس رسول اور برنباس کے سامنے قربانی گذرانیں۔ اور پولوس نے بڑی مشکل سے اُن کو اس کام سے روکا۔ دیکھو اعمال ۱۴: ۱۱–۱۵ تک۔

اسی طرح ایشیا کے دیگر ملکوں مثلاً چین۔ جاپان۔ برہما۔ ہندوستان۔ عرب اور ایران میں شروع سے اور قدیم الایام سے قربانی گذراننے کا دستور چلا آتا ہے اور اُن کی ریت و رسم اور مذہبی عقیدوں اور بنی آدم کی سرشت میں گویا خدا نے ڈال دیا ہے کہ جب تک لہو نہ بہایا جاوے گناہوں کی معافی ہو سکتی ہے۔ اور نہ آفت بلا ٹل سکتی ہے۔ اور اس مقصد کے لئے وہ مختلف جانوروں کو ذبح کرتے اور خدا کے سامنے یا اپنے اپنے دیوتاؤں کے سامنے قربانی گذرانتے۔ جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اُن کے وسیلے ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو۔

اب ہم خاص کر اہل ہنود کی مذہبی کتابوں اور اُن کی ریت و رسم اور مذہبی عقائد کی طرف نظر کرینگے۔ جس میں یہ مقولہ بڑے زور سے مروج ہے کہ جیو رکھشا پرم دھرما یعنی (جیو کی رکھشا کرنا ہی بڑا دھرم ہے) اور بعض آجکل کے نئے ہندو یا آریہ جانوروں کو مارنا یا گوشت کھانے کو سخت بے رحمی اور بے دھرمی کی بات جانتے ہیں۔ اب ہم یہ دریافت کرینگے۔ کہ آیا اُن کی کتابوں اور قدیم ریت و رسم میں سچ مچ جیوؤں کو مارنا۔ اور گوشت نہ کھانا اور قربانی نہ کرنا قدیم الایام سے مروج تھا۔ یا آجکل کے چند ہندوؤں اور آریہ سماجیوں نے یہ عقیدہ بنا لیا ہے۔

یورپ کے کل عالم سنسکرت مثلاً پروفیسر میکسمولر و جانسن صاحبان اس بات پر متفق ہیں۔ کہ ویدوں میں قربانی اور مورتی پوجن دونوں کا ذکر ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اشومیدھ یگ۔ گاؤ میدیگ۔ اور پرس میدیگ۔ یعنی گھوڑے کی قربانی۔ گائے کی

قربانی۔ اور انسان کی قربانی ویجاتی تھی۔

ہندو صاحبان اور آریہ صاحبان اس کی بابت یوں کہتے ہیں کہ وہ چونکہ عیسائی عالم ہیں۔ اسواسطے یوں کہتے ہیں ورنہ وید میں کسی قسم کی قربانی کا ذکر تک نہیں ہے اب میں ایک ہندو عالم فاضل سنسکرت کی شہادت پیش کرتا ہوں۔ جس کے سامنے کل اہل ہنود وخصوصاً آریہ صاحبان کو سر تسلیم خم کرنا پڑیگا اور مجبوراً انصاف سے انہیں ماننا ہوگا۔ کہ ضرور ویدوں میں بھی قربانی کا ذکر ہے وہ شہادت کلکتہ کے ڈاکٹر راجندر لعل مترا ایل۔ ڈی۔ سی آئی۔ ای کی بے لوث شہادت ہے یہ صاحب خود ہندو اور کلکتہ کی ہندو سوسائٹی کے ایک نامی گرامی ممبر ہیں۔ انہوں نے بسبب اپنے اعلےٰ علم و لیاقت کے جو سنسکرت میں اُن کو حاصل ہے۔ محفل علماء میں علامۃ العصر کا لقب حاصل کیا ہے۔ وہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے پریزیڈنٹ بھی رہے ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب بنام انڈو ایرین تصنیف کی ہے۔ جس کے ایک خاص باب کا نام بیف ان اشنٹ انڈیا رکھا ہے۔ یہ کتاب کلکتہ میں نیوبین اینڈ کو سے مل سکتی ہے۔ اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب نے بوضاحت چاروں ویدوں میں سے حوالے دیکر ثبوت کیا ہے کہ پچھلے زمانہ میں اہل ہنود کے درمیان تین قسم کی قربانی ہوا کرتی تھی۔ مثلاً اشو میدیگ یعنی گھوڑے کی قربانی۔ گاؤ میدیگ یعنی گائے کی قربانی و پرش میدیگ یعنی انسان کی قربانی۔ درمیانی زمانہ میں جبکہ بدھ مذہب والوں کا جو کہ کسی جیو کو مارنا یا دکھ دینا بہت برا سمجھتے تھے۔ دور دورہ ہوا۔ اور یہہ مذہب سارے ہندوستان اور اُس کے گرد نواح میں پھیل گیا تھا۔ اور ویدوں کا مذہب جس میں قربانی کرنیکا حکم تھا بالکل مدھم پڑ گیا تھا جیسا کہ تواریخ ہند سے صاف ثابت ہے تو ہندو بھی قربانی چڑھانے اور جیو ہتیہ سے جھجکنے لگے۔ اور اُن میں یہ مقولہ ہو گیا۔ جو کہ حقیقتاً مذہب بدھ کا مقولہ ہے کہ جیو رکھشا پرم دھرما اب آپ یاد رکھیں۔ کہ ڈاکٹر صاحب ممدوح ہندو و عالم سنسکرت ہیں۔ لیکن اگر آجکل ہندو صاحبان یا آریہ صاحبان کے سامنے اُن قربانیوں کا ذکر کیا جاوے تو وہ کانوں پر ہاتھ رکھتے۔ اور اس قسم کی قربانیوں کو مہا پاپ قرار دیتے ہیں۔ اور توبہ توبہ پکارتے

کرہیں۔ وید کی کتاب اور گائے اور انسان کی قربانی۔ مگر میں عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ نظر تعمق اور انصاف سے دیکھیں تو آپ کو صاف صاف معلوم ہو جاویگا۔ کہ اب تک اہل ہنود کے درمیان اور اس زمانہ تک اہل ہنود کے بیچ میں ان قربانیوں کا بقیہ کچھ نہ کچھ موجود ہے۔ اور ہندو لوگ گناہوں کی معافی اور وبا اور بلا سے بچنے کے لیے جانوروں کی قربانیاں چڑھاتے ہیں۔ مثلاً خود میری جنم بھوم شہر جلالپور بھٹیاں میں جو کہ ضلع گوجرانوالہ میں ایک مشہور ہندو قصبہ ہے وہاں دیوی کالکا کا ایک مندر ہے۔ جہاں ہر ششماہی پر یعنی کتک و چیت میں جب بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے۔ تو جو لڑکے ماتا دیوی یعنی چیچک سے بچ رہتے ہیں۔ اُن کے بدلے میں اُن کے والدین ایک ایک بکرا دیوی کی نذر چڑھاتے ہیں اور سب بکرے ۱۰۰ یا ۱۲۰ تک ہو جاتے ہیں اور بعد از دوپہر پھر اُن کو ذبح کیا جاتا ہے۔ اور پکایا جاتا ہے۔ پہلے دیوی کو جو صرف ایک پتھر کی مورت ہے بھوگ لگاتے ہیں اور پھر اُن کے گوشت کو دیوی کے سنت جو برہمن ہوتے ہیں کھاتے ہیں اور بعد ازاں رات کو سب لوگوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ وہ گویا اپنے بچوں کے لئے ٹھیک یہودیوں کی طرح بکروں کا کفارہ دیتے ہیں۔ پھر دیکھو اخبار عام ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۰۸ء بمقام ایبٹ آباد مذکور ہے۔ کہ گورکھا لوگوں نے اشٹمی کے موقعہ پر جو کہ خاص دیوی کا دن ہے بکرے اور بھینسے مار کر دیوی کے آگے قربانی چڑھائی ہے اور مجھ کو بخوبی یاد ہے۔ کہ جب ہمارے باپ دادا کی جگہ جھنگ میں میری اور میرے بھائی کے سر کے بالوں کا اوّل مونڈن کیا گیا یعنی جھنڈ اتاری گئی تو ایک مینڈھا قربانی کیا گیا تھا۔ ان سب باتوں سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ آریہ صاحبان خواہ لاکھ انکار کریں اب تک حقیقتاً اہل ہنود کے بیچ میں قربانی کرنے کا دستور مروج ہے۔ اور وہ قریباً قریباً ٹھیک اہل یہود کے مطابق ہے۔ جس کا ذکر توریت میں ہے اور بلا سے بچنے اور گناہوں کے کفارہ کے لئے قربانی دیجاتی ہے اور پرش میدھ جس کا ذکر ویدوں میں ہے یعنی انسان کی قربانی اُس کا بھی اب تک کچھ نہ کچھ بقیہ ہے۔ مثلاً ستی ہونا۔ جگن ناتھ کے رتھ کے نیچے قربان ہونا۔ ہمالیہ کے برفانی پہاڑوں میں غرق ہونا۔ دیوی کے سامنے اپنے آپ کو یا اپنے کسی عضو مثلاً جیبھ وغیرہ بلکہ

تہو چڑھانا۔ یا سر کے عوض ناریل جو انسان کے سر کے مشابہ ہے چڑھانا۔ یہ سب رسوم اور رسومات صاف صاف دلالت کرتے ہیں۔ کہ ڈاکٹر راجندر لعل صاحب نے اپنی کتاب انڈو آریئنس میں ویدوں میں حیوانی اور انسانی قربانی کی بابت لکھا ہے سب سچ سچ ہے اور پھر رگوید کے انترا برہمن اور رامائن کے بال کھنڈ اور منوجی کی سنہتا یعنی تینوں کتابوں میں ایک حکایت مندرج ہے۔ کہ ایک شخص ہرسچندر نے جو بے اولاد تھا نذر مانی۔ کہ اُس کی جو اولاد پہلے ہوگی اُس کو وہ قربان کریگا۔ اور پھر جب حیلہ حوالہ سے ٹالنے لگا۔ تو ایک لڑکا بنام سناشیف کو اُس کے باپ سے سو گائے دے کر مول لیا اور اُس کو قربانی چڑھایا۔ یہ سب کچھ صاف صاف دلالت کرتا ہے کہ قدیم زمانہ میں اہل ہنود کے بزرگوں میں بموجب وید شاستروں کے حیوان اور انسان کی قربانی گذراننے کا عام حکم اور رواج تھا۔ اور لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ گناہوں کی معافی اور آئی بلا کا ٹلنا صرف قربانی کے وسیلے سے ہو سکتا ہے۔

اب کفارہ کی قدامت تمام اقوام کی ریت و رسم و مذہبی خیالات سے بخوبی ثابت ہو گئی کہ خدا نے شروع سے ہر ایک قوم کی ریت و رسم و مذہبی خیالات میں کفارہ گناہ کے لئے لہو بہانے کی رسم طبعی طور پر ڈال دی ہے اور انسان کی سرشت میں ہے کہ بغیر لہو بہائے گناہوں کی معافی نہیں ہو سکتی ہے اور نہ آئی بلا ٹل سکتی ہے ✦

تیسرا حصہ

دلائل عقلی سے ضرورت کفارہ کا ثبوت

اس حصہ میں دلائل عقلی سے ثابت کیا جاویگا۔ کہ گناہوں کی معافی اور انسان کی نجات صرف لہو بہانے سے ہو سکتی ہے اور کسی طرح سے ممکن نہیں ہے اور وہ مقصد مسیح کے کفارہ سے جو ساری دنیا کے لئے خدا کا بھیجا ہوا برہ ہے۔ پورا ہوتا ہے جس کی بابت انجیل یوحنا ۱: ۲۹ میں یوں لکھا ہے "دیکھو خدا کا برہ جو جہان کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے۔

ثبوت اول ۔ یہ چھوٹی سی عقل کی بات ہے کہ جس بوجھ کو ہم نہیں اُٹھا سکتے ہیں

اُسکے لئے دوسرے کی مدد کے محتاج ہوتے ہیں جو ہم سے زیادہ زور آور ہووے۔ یہ تو
مطابق عقل اور انسان کے ذاتی اور خارجی تجربہ اور مشاہدہ اور تواریخ عالم سے صاف
صاف ثابت ہے۔ کہ انسان جو آدم کی نسل سے ہے کلہم گناہگار ہیں۔ اگرچہ بعض کتابیں
انسان کو دھوکا میں ڈالتی اور سکھلاتی ہیں کہ بعض انسان بالکل پاک و صاف ہوتے
ہیں یا ہوسکتے ہیں بالکل عقل اور ذاتی و خارجی تجربہ و تواریخ کے برخلاف تعلیم دیتے ہیں
جن کی تعلیم عقل و تجربہ و مشاہدہ سے بالکل غلط ہے کیونکہ ہم خود جانتے ہیں کہ جب سے
پیدا ہوئے قولاً و فعلاً و خیالاً گناہ ہم سے سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ اور ہم نے اوروں کو
بھی اسی طرح سے گناہ کرتے دیکھا ہے۔ لیکن انجیل کی تعلیم اس بارہ میں بالکل عقل و
تجربہ کے مطابق ہے دیکھو رومیوں ۳: ۹-۱۸ "وہ سب کے سب گنہگار ہیں۔ کوئی راستباز
نہیں۔ ایک بھی نہیں۔ کوئی خدا کا طالب نہیں۔ کوئی سمجھدار نہیں۔ سب گمراہ ہیں۔ سب
نکمے بن گئے۔ کوئی بھلائی کرنے والا نہیں۔ ایک بھی نہیں۔ اُن کا گلا کھلی ہوئی قبر ہے
انہوں نے اپنی زبانوں سے فریب دیا۔ اُن کے ہونٹوں میں سانپوں کا زہر ہے۔ اُن
مونہہ لعنت اور کڑواہٹ سے بھرا ہوا ہے۔ اُن کے قدم خون بہانے کے لئے تیز ہیں
اُن کی راہوں میں تباہی اور بدحالی ہے۔ وہ سلامتی کی راہ سے واقف نہیں۔ اُنکی آنکھوں
میں خدا کا خوف نہیں الخ" اور یرمیاہ ۱۳: ۲۳ "کیا چیتا اپنے داغوں کو مٹا سکتا یا حبشی
اپنے رنگ کو بدل سکتا ہے۔ جب ہی تم جن کو گناہ کرنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ نیکی
کرسکو گے"۔ اسی طرح قرآن میں محمد صاحب کی بابت بھی جو کہ محمدی مذہب کے لیڈر
ہیں لکھا ہے۔ استغفر لذنبک ولہ المومنات وللمومنین۔ توبہ کر واسطے گناہ تیرے
کے اور مومن آدمیوں اور مومن عورتوں کے لئے۔ اور گرو نانک صاحب بھی فرماتے
ہیں لیکھا کبھی نہ چھوٹی گمن گمن بھولن ہار۔ تدھ بھاوے تو بخش لیں نانک ہوت دیال

دوسری عقلی دلیل ضرورت کفارہ کی یہ ہے۔ کہ جس حالت میں پہلی دلیل میں
یہ ثابت ہوچکا ہے۔ کہ کل انسان خیالاً و قولاً و فعلاً گنہگار ہیں اور کوئی بھی نیکوکار نہیں
ایک بھی نہیں اور لازماً و نتیجتاً کوئی بشر اعمال حسنہ سے نجات نہیں پاسکتا ہے
کیونکہ سب کے سب گنہگار اور بذاتہ سزاوار ہیں۔ تو جب ہم انتظام عالم کی طرف

دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو کام انسان کے احاطہ امکان سے باہر ہوتا ہے۔ وہ خدا
خود ہمارے لئے کرتا ہے۔ اور جو انسان خود کرسکتا ہے۔ اس میں خدا بلاواسطہ کام
نہیں کرتا ہے۔ بلکہ بالواسطہ مثلاً ہم دیکھتے ہیں۔ کہ انسان اور حیوانات دونوں کے لئے
گرمی اور روشنی کی سخت ضرورت ہے۔ بغیر اس کے انسان نہ تو خود زندہ رہ سکتا ہے اور
اس کی پرورش و معیشت کے لئے نباتات و حیوانات پیدا ہوسکتے یا بالیدگی حاصل
کرسکتے ہیں۔ اور یہ بالکل آشکارا ہے۔ کہ انسان کل دنیا کی روشنی اور گرمی کا سامان خود
پیدا نہیں کرسکتا ہے۔ اس لئے خدا نے جو ہمارا خالق اور مالک اور مہربان باپ
ہے بغیر ہماری مدد و امداد ہماری پیدائش سے پیشتر ہی اپنی قدرت کاملہ اور حکمت عاملہ
سے دو بڑے نیّروں کو پیدا کر دیا ہے۔ ایک نیر اعظم یعنی سورج جو دن پر حکومت کرتا
اور انسان اور حیوان و نباتات کو گرمی و روشنی پہنچاتا۔ اور دوسرا نیر اصغر یعنی چاند جو رات
پر حکومت کرتا اور رات کی تاریکی میں نہایت ہی خوشنما اور ٹھنڈی اور دل خوش کن روشنی
بخشتا ہے۔ اب صاف واضح ہے۔ کہ سورج اور چاند کی ہمارے لئے نہایت ہی
سخت ضرورت ہے اور بغیر اس کے ہم زندہ نہیں رہ سکتے ہیں۔ اور نہ دنیا میں حیوانات
ہوسکتے ہیں لیکن اُن کے پیدا کرنے میں ہماری یا ہمارے باپ دادوں کی کچھ کمائی یا
دانائی خرچ نہیں ہوئی ہے۔ ہماری پیدائش سے پیشتر ہی خدا نے اُن کو پیدا کیا
ہوا ہے ہمارا کام صرف یہ ہے۔ کہ بڑی شکرگزاری اور ادب اور عقل کے ساتھ سورج
سے فائدہ حاصل کریں۔ اور مختلف طریق سے اُن کو اپنے کام میں استعمال کریں۔ اسی
طرح سے پانی اور ہوا اور آگ کی ہم کو سخت ضرورت ہے۔ اور بغیر اُن کے یا اُن میں
سے کسی کے ہم زندہ نہیں رہ سکتے۔ اور یہ بھی صاف واضح ہے کہ ہم نہ تو ایک بوند پانی
کو بنا سکتے ہیں۔ اور نہ ہوا اور نہ آگ کو۔ مگر خدا نے جو نہایت ہی مہربان اور محبت والا
ہے۔ ہمارے لئے پانی۔ ہوا اور آگ کو پیدا کر دیا ہے۔ ہمارا کام صرف یہ ہے۔ کہ اُن
کا صحیح اور واجبی استعمال کریں۔ اور مختلف طریقوں اور ذریعوں سے اُن سے کام لیں اور
فائدہ حاصل کریں۔ مثلاً ہم آگ اور پانی کا مناسب استعمال کرکے دخانی کارخانے اور
ریلیں اور جہاز چلا سکتے ہیں۔ اور اسی طرح سے سورج اور ہوا سے مختلف فائدے

اٹھا سکتے ہیں مگر ان چیزوں کو اپنے لئے بنا نہیں سکتے ہیں جو ہمارے متعلق کام ہے وہ
وہ خود ہمارے لئے ہیں ہم کو خود کرنا چاہیئے مثلاً ہل چلانا بیج کا بونا۔ سٹیم پیدا کرنا۔ اور
انجن چلانا یہ ہمارا کام ہے اور ہم کو کرنا چاہیئے۔ ٹھیک اسی طرح سے عالم روحانی کا
حال بھی ہے۔ کہ کوئی شخص دنیا میں نہ تو ایسا ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ جو اپنے لئے
اعمال حسنہ سے نجات حاصل کرے۔ یا اپنے گناہوں کے دفعیہ یا کفارہ کیلئے راستبازی
کو حاصل کرے یہ محض نہ ممکن۔ ہے اور انسان کی طاقت سے باہر ہے کیونکہ انسان
کے فعل اور خیالات اور کلام بالکل نالائق اور ناپاک ہیں اور اُس کی ساری راستبازی
گندی دھجی سے بھی خراب ہے۔ مثلاً انسان ایک طرف تو چوری اور جھوٹ اور
زنا اور رشوت خوری کی کمائی کماتا ہے۔ اور دولت جمع کرتا ہے اور دوسری طرف
نیاز دیتا اور سخاوت کرتا۔ اور نماز اور روزہ رکھنا اور اُن کو اپنی راستبازی اور نیکی
سمجھتا ہے اور ان نیکیوں کے وسیلے سے اپنے گناہوں کو ڈھانپنا چاہتا ہے یہ عقل
اور نقل دونوں کے نزدیک سراسر ناممکن اور بیہودہ ہے۔ کہ جس شخص نے رشوت
یا زناکاری یا جھوٹ سے روپیہ کمایا ہے اُس کی نماز اور روزہ اور سخاوت یا نیاز
اُس کے گناہوں کو دور کر سکے۔ یہ بالکل عقل اور نقل کے خلاف ہے۔

اب خدائے رحیم وکریم سے جو مہربان اور محبت والا باپ ہے اُس کی ذات اور
صفات سے بالکل دور اور غیر مطابق ہے۔ کہ جس حالت میں اُس نے انتظام عالم
میں اور عالم مادی میں ہماری جسمانی ضروریات کے لئے سب کچھ بافراط پیدا کر دیا
ہے اور ہمیں عام اسباب معیشت اور میوہ جات سے مالا مال کر دیا ہے روحانی عالم
میں ہماری روحانی ضروریات کو پورا نہ کرے۔ اور جس کام کو ہم خود اپنی ہمت وکوشش
سے نہیں کر سکتے ہیں۔ وہ ہمارے لئے نہ کرے۔ یہ اُس کی محبت اور انتظام عالم اور
قوانین قدرت کے خلاف ہے پس جس حالت میں ہم اپنے لئے نجات اور راستبازی
کو اپنے ہی نیک اعمال سے حاصل نہیں کر سکتے ہیں اور یہ ہمارے احاطہ امکان سے
باہر ہے۔ تو خدا نے اپنی قدرت اور محبت سے اپنے ازلی کلمہ کو ازل سے مقرر
کیا۔ کہ وہ انسان کے گناہوں کا کفارہ ہووے۔ اور جس کام کو انسان اپنی قدرت

. . . .

. . . . وطاقت سے نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ہمارے
لئے کرے یعنی اپنی جان کفارہ گناہ میں دے کر اور اپنی قدرت سے زندہ ہو کر ہمارے
لئے الٰہی راستباز ہووے۔ تاکہ جو گنہگار اُس پر ایمان لاوے۔ وہ اپنے گناہ کی سزا
اور جرم سے رستگاری حاصل کرے۔ وہ اس طرح ایمان لانے سے خدا کے سامنے
مقدس اور راستباز ٹھہرتا ہے۔ مسیح کا کفارہ اس کے گناہوں کو ڈھانپ دیتا ہے
اور خدا اُس پر نظر نہیں کرتا ہے۔ بلکہ مسیح پر نظر کرتا ہے۔ جس کو اُس نے ایمان کے
وسیلے سے پہن لیا ہے۔ یہ بات حقیقتاً یقینی ہے۔ اور واقعی ہے۔ ذاتی اور خارجی
تجربات سے صاف واضح ہے۔ کہ ہم اپنے اعمال سے نجات نہیں پا سکتے ہیں اور
ہماری نیکیاں مثلاً سخاوت۔ نماز۔ روزہ اور حج۔ پن دان۔ پوجا پاٹھ ہماری راستبازی
نہیں ہو سکتی ہیں۔ اگر ہم ذرا سا بھی عقل اور انصاف کو کام میں لاویں۔ اور تعصب کو
دور کریں۔ تو صاف معلوم ہو جاویگا کہ ہمارے نیک اعمال اور ہماری نیکیاں ہم
کو نجات نہیں دے سکتی ہیں۔ نجات خدا کی بخشش ہے۔ یہ اعمال سے نہیں بلکہ فضل
سے ہے۔ دیکھو انجیل رومیوں کا خط ۳: ۲۱-۲۸۔ "پر خدا کی راستبازی شریعت
کے بغیر ظاہر ہوئی جس پر شریعت اور نبی گواہی دیتے ہیں۔ یعنی خدا کی وہ راستبازی
جو یسوع مسیح پر ایمان لانے سے ملتی ہے۔ اور اُن سب کے لئے اور ان سب پر ہے
جو اُس پر ایمان لاتے ہیں۔ کیونکہ کچھ فرق نہیں۔ اس لئے کہ سبھوں نے گناہ کیا اور خدا
کے جلال سے محروم ہیں۔ سو وے اُس کے فضل سے اُس مخلصی کے سبب جو مسیح
یسوع سے ہے۔ مفت راستباز گنے جاتے ہیں۔ جسے خدا نے آگے سے ایک کفارہ
ٹھہرایا۔ جو اُس کے لہو پر ایمان لانے سے کام آوے۔ تاکہ وہ اپنی راستی اگلے وقت کی
بابت ظاہر کرے۔ جس میں اُن سے صبر کر کے گناہوں سے طرح دی اور اس وقت کی
بابت بھی اپنی راستی ظاہر کرے۔ تاکہ وہ آپ ہی راست رہے اور اُسے جو یسوع پر
ایمان لاوے راستباز ٹھیراوے پھر اب گھمنڈ کہاں رہا۔ اُس کی جگہ ہی نہ رہی۔
کس شریعت سے؟ کیا اعمال کی شریعت سے۔ نہیں۔ بلکہ ایمان کی شریعت سے کیونکہ

ہم نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ آدمی ایمان ہی سے بے اعمال شریعت کے راستباز ٹھہرتا ہے۔" پس نتیجہ اس دلیل کا یہ ہے۔ کہ جو کام نجات کے بارہ میں ہم سے نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ خدا نے کیا۔ کہ اپنے ازلی بیٹے کو گنہگار جسم کی صورت میں بھیجکر گناہ پر جسم میں سزا کا حکم کیا۔ تاکہ شریعت کی راستی۔ ہم میں جو جسم کے طور پر نہیں بلکہ روح کے طور پر چلتے ہیں۔ پوری ہو" دیکھو رومیوں ۸: ۳۔

اب یہاں پر خواہ مخواہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا کے ازلی بیٹے سے کیا مراد ہے۔ خدا کے ازلی کلام سے مراد خدا کا بیٹا ہے۔ خدا کے ازلی کلام کی بابت اہل ہنود اور اہل اسلام اور انجیل تینوں میں یہ خبر دی گئی ہے اہل ہنود کے شاستروں اور گرنتھ میں ازلی کلام انادی شبد کہلاتا ہے۔ جو ازل سے خدا میں ہے۔ کہ جس سے ساری چیزیں پیدا ہوئیں۔ اور بغیر اس کے کچھ پیدا نہ ہوا مثلاً گرنتھ میں لکھا ہے۔ کہ شبد وں شبد بھیو پرکاش ۔ شنگلی دھرتی شبد اکاش ۔ شنگلی سرشٹ شبد کے پاچھی۔ نانک کہت شبد ہی گھٹ گھٹ آچھی۔ ترجمہ۔ کلام سے کلام ساری زمین اور آسمان اُس سے موجود ہوئے ساری سرشٹ شید یعنی کلام کے پیچھے ہے اور نانک کہتا ہے کہ کلام ہی سب جگہ پر موجود ہے اور پھر قرآن میں سورۃ النسا میں ہے۔ انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کلمتہ القاہا الیٰ مریم۔ ترجمہ۔ تحقیق عیسےٰ مسیح بیٹا مریم کا رسول ہے خدا کا اور کلام اُس کا جو پھونکا گیا اندر مریم کے۔ پھر دیکھو انجیل یوحنا۔ ۱: ۱ و ۲ و ۳ و ۱۴ تک "ابتدا میں کلام تھا کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔ یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں اور کوئی موجود نہ ہوئی جو بغیر اُس کے ہوئی" اور ۱۴ آیت "کلام مجسم ہوا اور فضل اور راستبازی سے بھرپور ہو کر ہمارے درمیان رہا۔ اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا۔ جیسا خدا کے اکلوتے کا جلال"۔ ان سب حوالوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کلام ازلی ہے جو خدا میں ہے جس طرح سے کہ ہمارا کلام ہم میں ہے۔ جب سے ہم ہیں۔ اور ہمارا کلام ہمارے خیالات اور کام کو اور ارادہ کو ظاہر کرنے کا وسیلہ ہے۔ ہم کلام کے وسیلہ سے اپنے آپ کو اوروں پر ظاہر کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہمارا کلام جو ہم سے نکلتا ہے اور لوگوں تک پہنچتا ہے۔ ہمارا بیٹا ہے کیونکہ جو چیز جس سے نکلتی ہے وہ اُس کا بیٹا

ہے۔ اسی طرح سے خدا کا کلام جو خدا سے نکلتا اور دنیا میں آیا اور خدا کو دنیا پر ظاہر کرتا ہے اس کا بیٹا کہلاتا ہے اور یہ محاورہ کچھ بیجا نہیں ہے۔ عام محاورہ زبان انسانی کے مطابق ہے۔ جیساکہ ابن السبیل یعنی مسافر و ابن الصحاب یعنی بادل کی بوندیں جو بادل سے نکلتی ہیں۔ اور ابوہریرہ باپ بلیوں کا ایک شخص کا نام جو بلیاں پالا کرتا تھا اور اُن سے محبت کرتا تھا۔ اسی طرح سے خدا کا کلام جو خدا سے نکلتا اور دنیا میں خدا کو ظاہر کرتا۔ خدا کا بیٹا کہلاتا ہے۔ اس کا خیال دوسری طرح سے ناپاک طریقہ پر کرنا کہ خدا کی کوئی عورت ہے اور اس طرح مسیح خدا کا بیٹا ہے یہ نہ صرف عام محاورہ زبان کے برخلاف ہے۔ بلکہ سخت کفر اور شرارت ہے جو خدا کی پاک ذات کی بابت کہی جاتی ہے کیونکہ خدا اس طرح کے رشتہ تولید سے پاک ہے جس طرح سے کہ انسان۔ مگر جیب خدا کا ازلی کلام جو بسبب باہمی علاقہ کے بیٹا کہلاتا ہے۔ مجسم ہوا تو وہ بیٹا یا مظہر خدا کہلایا ۔

تیسری دلیل ضرورت کفارہ کی یہ ہے۔ کہ خدا کی عدالت اور پاکیزگی اور رحم بغیر کفارہ کے قائم نہیں رہ سکتے ہیں۔ اگر بغیر فدیہ کئے خدا بخشتے تو اس کی عدالت قائم نہیں رہتی ہے۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ گناہ کی مزدوری موت ہے اور بغیر سزا کے خدا گناہ نہیں بخشیگا۔ اور اگر خدا پورا پورا انصاف کرے۔ جیساکہ آریہ صاحبان فرماتے ہیں کہ انصاف کرنا ہی عین بخشش اور رحم ہے اور کرموں کا پھل ہر حالت میں بھگتنا ہوگا۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ چونکہ کل انسان گنہگار ہیں۔ سب کے سب دوزخ میں جائینگے۔ پھر خدا کی صفت رحم و فضل قائم نہیں رہ سکتی۔ ہے۔ کیونکہ وہ غفور الرحیم ہے۔ اور جس کا فضل اور محبت اُس کی ساری مخلوقات کے انتظام اور پروردگاری سے صاف صاف عیاں ہے۔ اگر سب گنہگاروں کو ہلاک کرے اور دوزخ میں ڈال دے تو یہ اُس کی صفت رحم اور محبت و فضل کے عین برخلاف ہے اور سبھوں کو بغیر فدیہ لیئے اور بغیر سزا دیئے کے یوں بخشدے۔ تو اُس کی پاکیزگی پر اور انصاف پر دھبہ آتا ہے۔ پس نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بغیر کامل کفارہ کے جس کا اشارہ اُس کے تمام انتظام اور پروردگاری اور قوموں کے مذہبی خیالات میں پایا جاتا ہے۔ نجات انسان کی ناممکن ہے۔ مسیح کے کفارہ کے وسیلے ایماندار اپنے سب گناہوں کی معافی پاکر صادق اور راستباز ٹھہرتا ہے۔ اور

خداکا انصاف پورا ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ایماندار کو خدا کی طرف سے روح القدس کی بخشش دیجاتی ہے جو کہ اُس کے دل کو روح پاک سے منور کرکے نیا انسان بنا دیتی ہے اور گناہ سے نفرت اور پاکیزگی سے محبت رکھتا ہے۔ اس طرح سے خدا کا انصاف اور محبت اور پاکیزگی تینوں پوری ہو جاتی ہیں۔

چہارم دلیل یہ ہے۔ کہ عقلی طور پر اگر دیکھا جاوے تو گناہوں سے نجات پانی یا مکت حاصل کرنے کا جو وسیلہ ہندؤں یا مسلمانوں میں بتلایا جاتا ہے وہ کافی نہیں ہے مثلاً دیکھو ہندؤں میں مکت حاصل کرنے کا ذریعہ بار بار جنم لینا ہے۔ اگر بالفرض مان لیا جاوے کہ یہی ذریعہ نجات ہے تو ضروری ہے کہ دنیا میں بعض انسان ہم کو ایسے نظر آویں۔ جنہوں نے مختلف جونیں بھوگ کر اپنے آپ کو بالکل پاک وصاف کر لیا ہے۔ اور اب گویا نجات کے رتبہ پر پہنچکر۔ ایم۔ اے کی آخری ڈگری حاصل کرلی ہے۔ مگر دنیا میں تو ہمارے ذاتی تجربہ اور دوسروں کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی انسان ایسا بھی نہیں ہے۔ جو کہ قولاً یا فعلاً یا خیالاً بالکل صاف ہے۔ اور جب سے پیدا ہوا کبھی کوئی بُرا کام یا بُرا خیال نہیں کیا۔ پس جبکہ ایسا کوئی انسان نظر نہیں آتا ہے۔ تو انسان کے لئے مکت کی کیا امید ہوسکتی ہے۔ کیونکہ اگر نجات بذریعہ اعمال کے ہے۔ تو چاہیئے کہ دنیا میں بعض انسان ایسے پائے جاویں جو بالکل پاک وصاف ہوں۔ مگر حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ پس اس وسیلہ سے یعنی بار بار جنم لینے سے کوئی بشر مکت حاصل نہیں کرسکتا ہے بلکہ اُلٹا جون کی تعلیم ماننے سے انسان کو نیکی کی ترغیب نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ بدی کی کیونکہ ہم کو نہ پہلا جنم معلوم ہے اور نہ ہماری موجودہ ہستی کو آیندہ جنم معلوم ہوگا تو نیکی کرنے کی کونسی ترغیب ہوسکتی ہے۔

اسی طرح سے اہل اسلام میں جو ذریعہ نجات کا ہے وہ بھی کافی نہیں ہے۔ کیونکہ اُن کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ پنج ارکان اسلام روزہ۔ نماز۔ حج۔ زکوٰۃ۔ کلمہ ہمارے گناہوں کی تلافی ہیں یا کفارہ۔ لیکن ہم سب بخوبی جانتے ہیں۔ کہ جبتک خدا کی محبت اور اس کا خوف اور فرمانبرداری نیک اعمال کے لئے ہمارے دل میں موجود نہیں ہیں۔ روزہ یا نماز اُلٹا خدا کو غضب دلانے والے ہیں۔ لیکن اکثر دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ لوگ ایک طرف تو جھوٹ بولتے

رشوت لیتے۔ اور زنا کرتے اور چوری وخون کرتے ہیں مگر دوسری طرف نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کے لئے بہت سرگرم پائے جاتے ہیں ایسی حالت میں کس طرح سے ممکن ہے کہ روزہ۔ نماز گناہوں کے لئے تلافی ہوویں۔ بلکہ وہ اُلٹا خدا کے غضب کو برانگیختہ کرتے ہیں۔

پانچویں دلیل عقلی یہ ہے۔ انتظام عالم سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں انسان نہ صرف اپنے ہی عملوں کا پھل حاصل کرتا ہے بلکہ اکثر اپنے ماں باپ اور اپنے بادشاہ کے عملوں کا بھی خواہ بُرے ہوں یا بھلے۔ مثلاً اگر کسی کا باپ دانا اور نیک ہو تو اُس کی اولاد اُس کے نیک عملوں کے سبب سے خوشحال اور دانا اور نیک ہوتی ہے اور اگر باپ بیوقوف فضول خرچ۔ عیاش اور بدچلن ہو۔ تو اُس کی اولاد ضرور تنگ حال۔ مفلس اور جنم سے طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اکثر اندھے۔ لنگڑے۔ غریب اور بدحال اپنے ماں باپ کے قصور کے سبب سے ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے بادشاہ وقت کی بدبختی۔ بیوقوفی اور جہالت کے سبب سے عام رعیت تکلیف اُٹھاتی اور بادشاہ وقت کے نیک سیرت ہونے اور دانا اور صاحب لیاقت ہونے کے سبب سے رعیت کو آرام ہوتا ہے۔

موجودہ تکلیفوں اور مصیبتوں اور بیماریوں کو دیکھ کر پچھلے جنم کی طرف خیال کرنا کچھ ضروری نہیں ہے۔ اگر ہم نظر غور سے دیکھیں تو معلوم ہوجاویگا کہ جو کچھ مصیبت اور تکلیف یا بدنی بیماری ہم پر ہے۔ وہ نہ کسی پچھلے جنم کے سبب سے بلکہ زیادہ تر ہمارے ماں باپ کی غلطی یا ہماری اپنی بیوقوفی کے سبب سے ہے۔ اور اسی طرح سے خوشحالی اور آرام کا سبب بھی ہم خود یا ہمارے ماں باپ یا بادشاہ یا پیشوا ہوئے ہیں۔

ٹھیک اسی طرح سے ہم اپنی گنہگار حالت کی بابت بھی دیکھتے ہیں۔ کہ یہ ہمارے پہلے ماں باپ آدم اور حوّا کے سبب سے خرابی ہوئی ہے۔ اور اسی طرح سے ایک نیک اور قادر شخص مسیح کے سبب سے ہم کو روحانی آرام اور تسلی اور گناہوں کی معافی اور پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اگر ہم اُس کو ایمان سے قبول کریں۔ اور اُس کی نیکی اور خدمت اور بخشش کو اپنے لئے لیویں۔

چھٹی دلیل ضرورت کفارہ کی یہ ہے کہ دلی اطمینان اور شانتی ہم کو بغیر کامل کفارہ کے حاصل نہیں ہوسکتی ہے یعنی جب تک کہ خدا کی رحمت اور انتظام سے ہمارے گناہ ڈھانپے نہ جاویں۔ اور خطائیں معاف نہ کی جاویں۔ اور روح القدس کے وسیلے سے نیا دل حاصل نہ ہو

اصلی اطمینان اور کامل شانتی حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہ صریح اور بدیہی بات ہے۔ کہ ہم سب گنہگار ہیں۔ اور کہ ہم اپنے اعمال حسنہ سے اور اپنی نیکیوں سے چھٹکارہ نہیں پا سکتے ہیں۔ پس اس بات میں حقیقتاً کچھ تسلی اور تشفی نہیں ہے۔ کہ ہم اپنے عملوں سے بچینگے کھیت میں جو بیج کر کنک کا فصل کاٹنے کی امید رکھنا سراسر بےعقلی ہے۔ اسی طرح سے ساری عمر قولاً و فعلاً و خیالاً بدی کر کے آئندہ نیکی کی امید رکھنا سراسر بیجا ہے اور عقل کے برخلاف ہے یا یہ خیال کرنا۔ کہ اگرچہ ہم گناہ کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی خدا کی عبادت اور بندگی کرتے ہیں۔ اور ہماری نیکی ہے مثلاً روزہ۔ نماز۔ حج۔ زکوٰۃ۔ کلمہ۔ جپ۔ تپ۔ اسنتیج۔ پرارتھنا یا ریت و رسم کو بجا لانا یہ خدا کے غضب کو جو گناہ کے سبب سے ہے۔ ٹھنڈا نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ اُلٹا اُس پر تیل کا کام دیتے ہیں۔ اور خدا کے غضب کو بھڑکاتے ہیں۔ اس سبب سے ایسے انسان کو جو گنہگار ہے اور جس کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہوا۔ اور نہ خطائیں ڈھانپی گئیں اور نہ روح القدس کے وسیلہ سے دل پاک ہوا۔ اُن کو دلی اطمینان اور شانتی ہرگز ہو نہیں سکتی ہے۔ مثلاً دیکھو تواریخ بتلا رہی ہے کہ سلطان محمود غزنوی اور اورنگ زیب بادشاہ دونو ہی نہایت غیرتمند اور مومن مسلمان بادشاہ گذرے ہیں۔ جنہوں نے اسلام کے پھیلانے اور بت پرستی کے مٹانے میں حد درجہ کی کوشش کی ہے اور اہل اسلام میں اورنگ زیب کے فتوے ابتک عمل پذیر ہیں اور اس کے لئے اُس کی مصنفہ کتاب فتاوے عالمگیری مشہور ہے۔ مگر جبکہ وہ مرنے لگا تو بالکل ناامیدی اور یاس کی حالت میں ہو کر آہ سرد بھر کر کہا "کہ ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم" اسی طرح تواریخ میں لکھا ہے۔ کہ محمود غزنوی نے اپنی موت کے وقت اپنے کارندوں اور کارپردازوں کو کہا۔ کہ سب لوٹ مار کا اسباب جو میں ہندوستان سے لایا ہوں میرے سامنے لاؤ۔ چنانچہ سب سامان غنیمت اس کے سامنے سے گذرتا تھا۔ اور وہ زار زار روتا تھا۔ اور اُس کو آئندہ جہان کی خوشحالی کی کچھ امید یا تسلی نہ تھی۔ مگر انجیل میں لکھا ہے۔ کہ جب استفان شہید مارا گیا۔ تو مرتے دم اُسکے منہ سے یہ کلمے نکلے۔ کہ "اے خداوند تعالیٰ یہ گناہ ان کے حساب میں مت رکھ" اور زور سے پکارا کہ اے خداوند یسوع میری روح کو قبول کر" اور پھر کہا "کہ دیکھو میں آسمان کو کھلا اور ابن آدم کو خدا کی دہنی طرف بیٹھے ہوئے دیکھتا ہوں"۔ اور صدہا ایسے ہی شہید

مسیحی ہوئے ہیں۔ جن کی بابت تواریخ گواہی دیتی ہے۔ کہ وہ کیسے اطمینان اور شانتی اور برداشت کے ساتھ مصیبتیں اور صلیبیں اور موتیں اُٹھا کر اپنے آسمانی گھر کو جس کے لئے وہ منتظر اور اس دنیا میں مسافر تھے روانہ ہو گئے۔ اور آجکل بھی ہزارہا عیسائیوں کے پاس جائیے اور اُن سے پوچھئے کہ تم نے نجات پائی ہے یا تمہارے گناہ معاف ہوئے اور تمہارا دل نیا ہو گیا۔ وہ فوراً بڑے اطمینان اور شانتی کے ساتھ ہاں میں جواب دیگا۔ اور کہیگا کہ یہ مجھ سے نہیں مگر خدا کی بخشش ہے جو مجھ میں اثر کرتی ہے۔ مجھ کو اچھی طرح سے یاد ہے کہ جب میں ہندو ہونے کی حالت میں ۱۸۷۲ء یا ۱۸۷۳ء میں گورنمنٹ سکول گوجرانوالہ میں پڑھا کرتا تھا۔ تو ایک عیسائی لڑکا بنام میتھو پال ہمارا ہم جماعت تھا۔ ہم سب لڑکے اور ہمارے اُستاد و مولوی صاحب اُس کو یہ کہکر چھیڑا کرتے تھے۔ کہ دیکھو یہ وہ شخص ہے۔ جنہوں نے نجات پائی ہے یہ حضرت نجات یافتہ ہیں۔ گویا کہ اہل ہنود و اہل اسلام کے نزدیک دنیا میں نجات پانا ناممکن ہے (یہ ایک مخول ہے) کہ ہر ایک شخص خواہ وہ کتنا بڑا عابد یا پارسا یا پیشوا دین ہو ہمیشہ دُبدھا میں ہے۔ کہ خدا جانے نجات پائینگے یا دوزخ میں جائینگے مگر ہمارا خداوند یسوع مسیح جو ہماری نجات کی چٹان ہے۔ صاف انجیل میں کہتا ہے "اے تم لوگو جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو۔ سب میرے پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا میرا جوا اپنے اوپر لے لو۔ اور مجھ سے سیکھو۔ کیونکہ میں حلیم اور دل سے خاکسار ہوں۔ تب تم اپنے جیوں میں آرام پاؤ گے۔ کیونکہ میرا جوا ملائم اور میرا بوجھ ہلکا ہے" متی ۱۱: ۲۸-۳۰ پھر یوحنا ۱۴ باب میں مسیح کہتا ہے۔ کہ سلام تم لوگوں کے لئے چھوڑ کے جاتا ہوں۔ میں اپنی سلامتی تمہیں دیتا ہوں۔ نہ جس طرح سے کہ دنیا دیتی ہے" میں نے تمہیں یہ باتیں کہیں۔ تاکہ تم مجھ میں اطمینان پاؤ۔ تم دنیا میں مصیبت اُٹھاؤ گے۔ لیکن یاد رکھو کہ میں نے دنیا کو جیتا ہے" پھر دیکھو یسعیاہ نبی کی کتاب ۵۵: ۱-۲ تک "اے اے سب پیاسو پانی پاس آؤ۔ اور وہ بھی جس کے پاس نقدی نہ ہو۔ آؤ مول لو۔ اور کھاؤ۔ آؤ مے اور دودھ بے روپیہ اور بے قیمت خریدو۔ تم کس لئے اپنی چاندی کو اُس چیز کے لئے جو روٹی نہیں خرچ کرتے ہو۔ اور کیوں اُس کے واسطے جو آسودہ نہیں کرتی مشقت کھینچتے ہو۔ سنو اور وہ جو اچھی ہے کھاؤ۔ اور تمہارا جی چربی سے لذت لیگا۔ کان جھکاؤ اور مجھ پاس آؤ۔ سنو تا کہ

تمہاری جان زندہ رہے۔ میں تم سے ابدی عہد باندھونگا اور داؤد کی سچی نعمتیں تمہیں دونگا دیکھو میں نے اُسے قوموں کے لئے گواہ مقرر کیا۔ بلکہ لوگوں کا ایک پیشوا اور فرمانروا۔ دیکھ تو ایک گروہ جسے تو نہیں جانتا تھا اور وے گروہ ہیں۔ جو تجھے نہیں پہچانتے تھے خداوند خدا اور اسرائیل کے قدوس کے لئے جس نے تجھے جلال بخشا۔ تیرے پاس دوڑتے آوینگے۔ جب تک کہ خداوند مل سکتا ہے تم اُسے ڈھونڈھو۔ جب تک کہ وہ نزدیک ہے تم اُسے پکارو۔ وہ جو شریر ہے اپنے راہ کو ترک کرے۔ اور بدکردار اپنے خیالوں کو اور خداوند کی طرف پھیرے۔ کہ وہ اس پر رحمت کریگا۔ اور ہمارے خدا کی طرف کہ وہ کثرت سے معاف کریگا"۔

اکثر ہندو اور آریہ صاحبان کو ہم نے یہ کہتے سنا ہے۔ کہ فلاں شخص کے پاس چونکہ دنیا کے پدارتھ اور حکومت ہے۔ اس لئے پچھلے جنم کے کرموں کا پھل یہاں بھوگ رہا ہے لیکن حقیقت حال بالکل اُس کے برعکس ہے۔ کہ جس شخص کے پاس دنیا کی نعمتیں اور پدارتھ ہوں۔ وہ اکثر دُکھ میں ہوتا ہے۔ نہ کہ شانتی اور سکھ میں۔ جیسا کہ عام کہاوت ہے کہ گدا را غم نانے۔ و شاہ را غم جہانے۔ پنجابی مثل۔ جتنی سُوت اُتنا ہی پالا۔ جتنے کر غم اُتنا ہی موکالا۔ بابا نانک صاحب فرماتے ہیں۔ نانک دکھیا سب سنسار سبھی سکھیا جو نام دیا۔ ایوب نبی اپنی کتاب کے ۱۴ باب کے پہلی دوسری آیتوں میں فرماتے ہیں۔ آدمی جو عورت سے پیدا ہوتا ہے۔ سراسر رنج میں ہے۔ وہ مزدور کی طرح اپنے دنوں کو پورا کرتا ہے" پس دنیاوی پدارتھ و نعمتوں میں خوشی کہاں ہے۔ دنیا کی مثل تو یہی ہے۔ کہ ہر جا کہ گل است خار ہست۔ جہاں کہیں دنیا کی خوشی ہے وہیں اُس کے ساتھ غم بھی لگا ہوا ہے۔ ایک گنہگار اور مجرم اور سزاوار انسان کے لئے جس نے خدا کی شریعت کو توڑا اور اس کے پاک حکموں کی مخالفت کی۔ اس تعلیم میں کچھ شانتی اور اطمینان قلبی نہیں ہے۔ کہ تمہارے کرموں کے مطابق تم کو پھل دیا جاویگا۔ بلکہ اُس میں ہے۔ کہ خدا نے بڑے فضل و رحمت سے ہمارے لئے ایک قربانی یا کفارہ یا بلی دان تیار کیا ہے جس پر ایمان لانے اور نسچہ رکھنے سے ہمارے گناہوں کی معافی اور روح پاک کی بخشش سے دل کی صفائی اور نئی پیدائش ہو سکتی ہے تاکہ ہم آیندہ گناہ کو پسند نہ کریں +

ساتویں دلیل ضرورت کفارہ کی یہ ہے۔ کہ انتظام موجودات کا قاعدہ یہ ہے کہ جب تک ایک جان ماری نہ جاوے دوسری جان پرورش نہیں پاتی ہے۔ سمندر کی مچھلیوں کو دیکھو کہ بڑی چھوٹی کو کھا جاتی ہیں اور پرورش پاتی ہیں۔ اور انسان بھی نباتات اور حیوانات کی زندگی مارنے سے پرورش پاتے ہیں۔ بغیر جان مارنے کے پرورش نہیں پاسکتے ہیں۔ نباتات میں بھی جان ہے اسی طرح سے خداوند یسوع مسیح کے مارے جانے سے ہماری روحانی پرورش ہوتی ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے انجیل یوحنا کے ۶ باب میں صاف صاف فرمایا ہے "کہ میرا گوشت فی الحقیقت کھانے کی اور میرا لہو سچ مچ پینے کی چیز ہے جو کوئی میرا گوشت کھاتا اور لہو پیتا ہے اُس میں زندگی ہے اگر تم ابن آدم کا گوشت نہ کھاؤ اور اُس کا لہو نہ پیو تو تم میں زندگی نہیں میں ہوں وہ جیتی روٹی جو آسمان سے اُتری جو کوئی اُس کو کھاوے وہ ہمیشہ تک زندہ رہیگا"۔

حصہ چہارم

اُن اعتراضوں کا جواب جو کفارہ مسیح پر کئے جاتے ہیں

اعتراض اول۔ کہ یہ عقل کے اور انصاف کے رو سے نادرست و غلط ہے۔ کہ ایک آدمی کی موت سے دوسرے آدمیوں کی نجات ہووے۔ اُن کا جواب دینا کچھ ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ عقلی دلائل میں بخوبی ثابت ہو چکا ہے۔ ہم عقل سے اور انتظام الہی سے ثابت کر چکے ہیں کہ ہم اپنے اعمال سے نجات نہیں پا سکتے ہیں محض خدا کے فضل سے۔ اور خدا کا فضل یسوع مسیح کی قربانی اور کفارہ میں ظاہر ہوا ہے۔ اس کے بغیر اور کوئی طریقہ نہیں ہے جس سے کہ انسان گنہگار نجات پاوے۔ اور یہ کفارہ کی تعلیم تمام مذاہب اقوام اور ملکی اور قومی خیالات میں ایسی وابستہ ہے۔ کہ کوئی قوم اس کے ہونے سے انکار نہیں کر سکتی ہے اور خدا کا انصاف اور پاکیزگی اور رحم بغیر کفارہ کے قائم نہیں رہ سکتے ہیں اور نیز یہ کہ جب تک ایک جان ماری نہ جاوے۔ دوسری بچ نہیں سکتی ہے۔ اور نیز کفارہ مسیح میں کچھ بے انصافی نہیں ہے۔ کیونکہ جس حالت میں ایک قادر وجود جو اپنی ہستی و ذات کا مالک ہے۔ اپنی خوشی سے اپنی جان اوروں کے

فائدہ کے لئے دیوے اور اُس کو پھر اپنی قدرت سے حاصل کرنے کا اختیار رکھتا ہو۔ تو کچھ مضائقہ نہیں اور نہ کچھ بے انصافی ہے مسیح نے انجیل یوحنا باب ۱۵ میں خود فرمایا۔ کہ میں بھیڑوں کے لیئے اپنی جان دیتا ہوں۔ کوئی اُسے مجھ سے زبردستی نہیں لے سکتا ہے میرا اختیار ہے۔ کہ میں اپنی جان دوں۔ اور میرا اختیار ہے۔ کہ میں اپنی جان پھیر لوں ایسی حالت میں کچھ ظلم یا زبردستی نہیں بلکہ محض رحم و فضل ہے۔ جبکہ اُس کے دینے والا ایسا قادر ہے۔ کہ اپنی ہستی کا خود مالک ہے۔ اور اس کو پھر واپس لینے کا یعنی زندہ ہونے کا مقدور رکھتا ہے۔ تو کچھ ظلم یا بے انصافی نہیں۔ بلکہ رحم او فضل ہے جس کی انسان گنہگار کو ازحد ضرورت ہے۔ اور جس کے بغیر وہ کسی طرح سے بچ نہیں سکتا ہے برخلاف اس کے اگر بے انصافی کی بو پائی جاتی ہے تو آواگون یعنی تناسخ کی تعلیم میں جس کو کل ہنود اور آریہ صاحبان مانتے ہیں۔ گناہ تو انسان کرے۔ اور اُس کی سزا بے زبان حیوان اُٹھاوے۔ جو اس گناہ سے بالکل بے خبر اور محض ناآشنا ہے۔ پچھلے دنوں جبکہ گورنمنٹ انگریزی نے بنگال کے ۹ شخصوں کو اُن کے جرموں کی مفصل و مشرح کیفیت نہ بتلا کر جلاوطن کر دیا تھا۔ تو سب اہل ہنود اور آریہ صاحبان شور مچاتے تھے کہ یہ ظلم ہے بے انصافی ہے حالانکہ اُن کو جرم کی نوعیت تبلائی گئی تھی یعنی سڈیشن اور مفسدانہ تحریک میں شریک ہونا۔ یا لیڈر ہونا۔ مگر بیچارے بے زبان حیوانوں اور انسانوں کو جو دنیا میں دُکھ اور مصیبت اُٹھاتے ہیں۔ یہ بالکل معلوم نہیں ہے۔ اور نہ بتلایا جاتا۔ ہے۔ کہ کونسے جنم اور کونسے پاپ کے کارن یہ درگت ہو رہی ہے۔ اگر بے انصافی ہے تو اس میں ہے۔ نہ کہ تعلیم کفارہ میں جس کو مسیح نے بخوشی خاطر خود کیا اور پھر اپنی جان کو لے لیا۔

دوسرا اعتراض۔ مسیح کا کفارہ کامل کفارہ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ ایک انسان کی موت سے سارا جہان اور ہر زمانہ کے لوگ مستقبل اور ماضی کی نجات پاویں۔

جواب۔ اگر مسیح صرف ایک کامل اور پاک انسان ہوتا تو بیشک اُس کا کفارہ کامل نہ ہوتا۔ مگر مسیح صرف انسان نہیں بلکہ خدا اور انسان ہے۔ یعنی خدائے مجسم اور انسانی

ذات کا الہی ذات کے ساتھ ایسا اتحاد اور ملاپ ہوا ہے کہ دونوں کے میل سے ایک شخص یعنی مسیح ہو گیا۔ وہ کامل خدا بھی ہے اور کامل انسان بھی۔ اور یہ کفارہ خدا اور انسان نے کیا ہے۔ جو کام انسان سے نہیں ہو سکتا وہ خدا نے کیا اور جو کام خدا نہیں کرتا ہے وہ انسان نے کیا یعنی صلیبی موت سہی۔ اور خدا نے اُسے تقویت دی۔ تاکہ وہ اُس گناہ کے بوجھ کو اُٹھا سکے اور اُس کے لئے کامل کفارہ ہو سکے۔ اگر مسیح محض ایک انسان ہوتا۔ تو وہ اتنا بڑا بوجھ اُٹھا نہیں سکتا۔ اور نہ اُس کا کفارہ کل کے واسطے کافی ہوتا۔ مگر جس حالت میں کہ خدا اُس کے ساتھ شامل ہے تو یہ کفارہ کامل کفارہ ہے۔

اب دو باتوں کا سمجھنا اس میں باقی ہے۔ اوّل یہ کہ کس طرح سے خدا اور انسان جو کہ بالکل مختلف ذات رکھتے ہیں ایک ہی شخص میں متحد ہو گئے۔ اس کی عمدہ مثال اور حقیقت خود ہمارے لئے اپنی شخصیت میں موجود ہے مثلاً ہم جو انسان ہیں۔ دو مختلف جوہر سے بنے ہیں۔ یعنی جسم اور روح سے اور دونوں جوہر بالکل مختلف ہیں مثلاً جسم مادی ہے تقسیم پذیر ہے۔ غیر ذی شعور یعنی جڑ اور فانی ہے۔ مگر روح لطیف یا سوکھشم ہے غیر تقسیم پذیر ہے ذی شعور یعنی چیتن ہے اور غیر فانی ہے۔ بالکل دونوں کے مختلف صفات ہیں مگر دونوں کے اتحاد سے انسان ایک ایسا شخص بن گیا ہے۔ جس کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ مادی یا جسمانی ہے اور یہ بھی کہ وہ روحانی وجود ہے ہم انسان کی بابت یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ فانی ہے مگر اُس کی روح کا خیال کر کے ہم کہتے ہیں۔ کہ وہ غیر فانی ہے اور ہمیشہ زندہ رہیگا اور اسی بنا پر دوزخ یا بہشت اُس کے واسطے ہے۔ اسی طرح سے ٹھیک مسیح ایک ایسا شخص ہے جس کے بعض کام ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ انسانی ہیں۔ اور بعض کام ایسے ہیں جو انسانی ذات سے بالا۔ اسی طرح سے وہ کہہ سکتا کہ میں اور باپ ایک ہیں۔ نیز یہ بھی کہہ سکتا۔ کہ میرا باپ مجھ سے بڑا ہے۔

اور کاملیت کفارہ کا بھید اس میں یہ ہے۔ کہ انسان کا جو کام ہے وہ محدود ہے مگر خدا کا کام غیر محدود ہے۔ مثلاً جب انسان ایک گھماؤں کھیت کی آبپاشی کنواں سے کرنا چاہتا تو چوبیس گھنٹہ میں۔ ۱۰ بیل اور ۳ آدمی کام کریں تو مشکل سے ایک گھماؤں زمین کی آبپاشی ہو سکتی ہے۔ مگر جبکہ خدا کا کنواں چلے یعنی بارش ہووے تو پانچ گھنٹہ لاکھوں

گھماؤ زمین پر جل تھل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان اگرچہ کتنی بڑی روشنی کا انتظام کریں۔ مگر پھر بھی تھوڑی سی جگہ کو روشن کر سکتے ہیں۔ مگر جب خدا کا چراغ یعنی سورج روشن ہوتا ہے تو ساری دنیا کو ایسی عمدہ اور کامل روشنی پہنچاتا ہے کہ چیونٹی چلتی ہوئی بھی نظر آجاتی ہے اسی طرح سے جبکہ اس کفارہ مسیح میں نہ صرف انسان کا بلکہ خدا کا ہاتھ ہے تو وہ نہ ایک انسان کے لئے بلکہ کل انسانوں کے لئے اور نہ صرف ایک زمانہ کے لئے بلکہ کل زمانہ کے انسانوں کے لئے کافی اور وافی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اُس کا انکار کرے اور اس چشمہ فیض سے برکت اور نجات کو حاصل نہ کرے۔ تو وہ اپنے گناہوں میں آپ ہی مر گیا۔ مثلاً گفتار سعدی۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ۔ انجیل متی میں بھی" بلاہت کہ آؤ سب کچھ تیار ہے" تم دودھ اور مئے بے قیمت بے روپیہ خریدو۔ دودھ باعتبار رنگ سفید کے پاکیزگی اور مئے باعتبار رنگ سرخ کے لہو۔ یعنی کفارہ سے مراد ہے ۔

تیسرا اعتراض کہ کفارہ کی تعلیم سے گناہ کرنے کی ترغیب ہوتی ہے۔

تفصیل۔ اکثر یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ جب مسیح کے کفارہ سے گناہ معاف ہو گئے اور ہمارا بوجھ مفت میں بغیر ہماری تکلیف اور دُکھ کے اُٹھا لیا گیا۔ تو چلو چھٹی ہوئی۔ جو چاہیں سو کریں۔ مسیح ہمارا کفارہ ہے اُس نے گناہ کی سزا اُٹھا لی ہے۔ ہم کو ترغیب ملتی ہے کہ گناہ کرتے جاویں۔ ہمیں کچھ بازپرس نہیں ہوگی۔

جواب یاد رہے۔ کہ مسیح کی نجات میں دو باتیں شامل ہیں یعنی تصدیق اور تقدیس اور گناہ میں بھی دو ہی باتیں شامل ہیں یعنی گناہ کا جرم اور نجاست۔ جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے۔ تو وہ نہ صرف یہ کہ خدا کی عدالت کے سامنے مجرم ہے۔ اور اس لئے سزاوار ہے۔ بلکہ وہ خدا کی پاکیزگی کے سامنے نجس اور ناپاک ہے۔ اور وہ اُس اقدس الاقدسین کے حضور میں رہنے کے لائق نہیں جس کے حضور میں فرشتگان جو باوجودیکہ پاک ہیں۔ تو بھی اپنے مُنہ کو پروں سے چھپاتے اور قُدوس قُدوس قُدوس ربّ الافواج پکارتے ہیں دیکھو یسعیاہ ۶ باب اور خدا کی حضوری اور اُس کی رفاقت و شراکت ہے یہی بہشت اور بیکنٹھ ہے۔ پس کامل نجات یہ ہے کہ انسان کے گناہ مٹائے

جاویں۔ اور اس کے اندر سے بدی کا چشمہ دُور کیا جاوے۔ اس واسطے مسیح نے نہ صرف ہمارے گناہوں کے جرم اور سزا کا کفارہ کیا۔ بلکہ ہمارے دل کے چشمہ سے بدی کو دُور کرنے کے لئے خدا روح القدس کی بخشش ہر ایک ایماندار کو دیتا ہے۔ تاکہ وہ آیندہ کو گناہ نہ کرے اور ایک نیا انسان بنجاوے۔ جو بدی سے نفرت اور نیکی سے محبت رکھتا ہے۔ اور اسی کو عیسائیوں کی اصطلاح میں نئی پیدایش یا نیا جنم کہتے ہیں۔ جو مسیح پر ایمان لانے سے ملتی ہے ۔

چوتھا اعتراض یہ ہے کہ مسیح نے خوشی سے اپنی جان نہیں دی۔ کیونکہ وہ اس کے لئے چیختا چلاتا اور ایلی ایلی لما سبقتنی کہتا تھا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ اے میرے خدا۔ اے میرے خدا۔ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اس لئے اس کا کفارہ ٹھیک نہیں ہو سکتا ۔

جواب۔ اس اعتراض کے جواب کے لئے انجیل موجود ہے۔ اگر اُس میں سے معلوم ہوا۔ کہ سچ مچ مسیح اپنی خوشی سے کفارہ نہیں ہوا ہے۔ تو اعتراض بجا ہے۔ لیکن اگر برخلاف اس کے معلوم ہو۔ کہ مسیح اپنی خوشی اور رضا و رغبت سے کفارہ ہوا۔ تو اس اعتراض کی کچھ گنجایش نہیں ہے ۔

پہلے دیکھو متی ۲۶ : ۳۶۔ ۵۷۔ مسیح کا پکڑوایا جانا۔ پھر یسوع اُن کے ساتھ گتسمنی نامے ایک مقام میں آیا۔ اور شاگردوں سے کہا۔ یہاں بیٹھو۔ جب تک میں وہاں جاکر دعا مانگوں۔ تب اُس نے پطرس اور زبدی کے دو بیٹے ساتھ لئے۔ اور غمگین اور نہایت دلگیر ہونے لگا۔ تب اُس نے اُن سے کہا۔ کہ میرا دل نہایت غمگین ہے بلکہ میری موت کی سی حالت ہے۔ تم یہاں ٹھیرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ اور کچھ آگے بڑھ کے مُنہ کے بل گرا۔ اور دُعا مانگتے ہوئے کہا۔ کہ اے میرے باپ اگر ہو سکے۔ تو یہ پیالہ مجھ سے گزر جائے تو بھی میری خواہش نہیں۔ بلکہ تیری خواہش کے مطابق ہو۔ تب شاگردوں کے پاس آیا اور انہیں سوتے پاکر پطرس سے کہا۔ کیا تم میرے ساتھ ایک گھنٹہ نہیں جاگ سکے۔ جاگو اور دُعا مانگو۔ تاکہ امتحان میں نہ پڑو۔ رُوح تو مستعد۔ پر جسم سُست ہے ۔

پھر اُس نے دوبارہ جا کر دُعا مانگی اور کہا۔ کہ اے میرے باپ اگر یہ پیالہ میرے پینے کے بغیر نہیں گزر سکتا ہے۔ تو تیری مرضی ہو۔ اُس نے آ کے پھر اُنہیں سوتے پایا۔ کیونکہ ان کی آنکھیں نیند سے بھاری تھیں۔ اور اُنہیں چھوڑ کر پھر گیا۔ اور وہی بات کہہ کر تیسری بار دُعا مانگی۔ تب اپنے شاگردوں کے پاس آ کر اُن سے کہا۔ اب سوتے رہو۔ اور آرام کرو۔ دیکھو وہ گھڑی آ پہنچی۔ کہ ابن آدم گنہگاروں کے ہاتھ حوالے کیا جاتا ہے۔ اُٹھو چلیں۔ دیکھو جو مجھے پکڑواتا ہے۔ نزدیک ہے ÷

اور یہ کہہ ہی رہا تھا۔ کہ دیکھو یہوداہ جو اُن بارھوں میں سے ایک تھا۔ آیا اور اس کے ساتھ ایک بڑی بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں لئے سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے آ پہنچی۔ اس کے پکڑوانے والے نے اُنہیں یہ کہہ کے بتا دیا تھا۔ کہ جسے میں چوموں۔ وہ ہی ہے۔ اُسے پکڑ لینا۔ اُس نے وہیں یسوع پاس آ کر کہا۔ اے ربی سلام۔ اور چوم لیا۔ یسوع نے کہا اے میاں تو کاہے کو آیا۔ تب اُنہوں نے پاس آ کر یسوع پہ ہاتھ ڈالے اور اُسے پکڑ لیا۔ اور دیکھو یسوع کے ساتھیوں میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر اپنی تلوار کھینچی اور سردار کاہن کے نوکر پہ چلا کر اُس کا کان اُڑا دیا۔ تب یسوع نے اُس سے کہا۔ اپنی تلوار میان میں کر۔ کیونکہ جو تلوار کھینچتے ہیں تلوار ہی سے مارے جائینگے۔ کیا تو نہیں جانتا۔ کہ میں اپنے باپ سے مانگ سکتا ہوں۔ اور وہ فرشتوں کے بارہ تمن سے زیادہ میرے لئے حاضر کر دے گا۔ پر نوشتوں کی بات کہ یونہی ہونا ضرور ہے۔ تب کیونکر پوری ہوگی اُسی گھڑی یسوع لوگوں سے کہنے لگا کہ تم جیسے چور کے لئے تلواریں اور لاٹھیاں لے کر میرے پکڑنے کو نکلے ہو۔ میں ہر روز ہیکل میں تمہارے ساتھ بیٹھ کے تعلیم دیتا تھا۔ پر تم نے مجھے نہ پکڑا۔ لیکن یہ سب اس لئے ہوا۔ تا کہ نبیوں کے نوشتے پورے ہوں" ÷

پھر دیکھو یوحنا ۱۸: ۴۔ ۸۔ "اور یسوع۔ سب کچھ جو اس پہ ہونیوالا تھا۔ جان کے آگے بڑھا۔ اور اُن سے کہا۔ کہ تم کسے ڈھونڈھتے ہو۔ اُنھوں نے اُسے جواب دیا۔ کہ یسوع ناصری کو۔ یسوع نے اُنہیں کہا۔ کہ میں ہوں۔ اس وقت یہوداہ بھی جس نے

اُسے پکڑوایا۔ ان کے ساتھ کھڑا تھا۔ اور جونہی اُس نے اُنہیں کہا کہ میں ہوں۔ وہ پیچھے ہٹے اور زمین پر گر پڑے۔ تب اُس نے اُن سے پھر پوچھا کہ تم کسے ڈھونڈھتے ہو۔ وہ بولے یسوع ناصری کو۔ یسوع نے انہیں جواب دیا۔ میں نے تمہیں کہا کہ میں ہوں۔ پس اگر تم مجھے ڈھونڈھتے ہو۔ تو انہیں جانے دو" ÷

پھر یوحنا ۱۰: ۱۷۔ ۱۹۔ "باپ مجھے اس لئے پیار کرتا ہے کہ میں اپنی جان دیتا ہوں۔ تا کہ میں اُسے پھر لوں۔ کوئی شخص اُسے مجھ سے نہیں لیتا۔ پر میں اُسے آپ دیتا ہوں۔ میرا اختیار ہے کہ اُسے دُوں اور یہ حکم میں نے اپنے باپ سے پایا" ÷

پھر انجیل میں جگہ بجگہ آیا ہے۔ کہ مسیح کا کفارہ خدا کے ارادہ ازلی کے مطابق تھا ÷

اب اس اعتراض کی بابت کہ مسیح نے مصلوب ہونے کے وقت کہا۔ کہ ایلی ایلی لما سبقتنی۔ یعنے اے میرے خدا۔ اے میرے خدا۔ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ لفظ سبقتنی کے لغوی معنے ہیں۔ مجھ سے کیوں سبقت لے گیا ہے۔ یعنی مجھ سے کیوں الگ ہوگیا ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ اس وقت خداوند مسیح خدا کا بیٹا بحیثیت وشمولیت پاک انسان یسوع گناہ کا فدا کار ہو رہا تھا۔ اور خدا باپ جس کا چہرہ ہمیشہ اس پہ چمکتا تھا اور اُس کے ساتھ رہتا تھا۔ اُس وقت بحیثیت ایک منصف اور عادل جج کے جو کفارہ مسیح کو انسان کی طرف سے فدیہ کے طور پہ قبول کر رہا تھا۔ اُس سے روپوش ہوگیا۔ اور مسیح یسوع انسان کے بدلے میں اُن کے گناہ اور لعنت کو اُٹھائے ہوئے تھا۔ اس واسطے یہ عتاب الٰہی اُس پہ نازل تھا۔ اس واسطے نہایت دُکھ اور رنج کی حالت میں ہو کر اُس نے پکارا۔ کہ اے باپ تو مجھ سے کیوں الگ ہوگیا۔ اور سچ بات یہ ہے۔ کہ یہی تو انسان کی مبارک حالی اور فرخندہ بالی ہے کہ اُن کے گناہ اور لعنت اُٹھا لئے گئے۔ اور صلیب پہ کیلیں جڑ کر اُس کو سزا دیگئی۔ اور خدا باپ نے ایک عادل اور منصف حاکم ہو کر اس کفارہ کو منظور کیا۔ اس سبب سے وہ سب جو اُس پہ ایمان لاتے ہیں۔ گناہ کی لعنت اور عذاب الٰہی سے چھوٹ جاتے ہیں۔ اور اس لئے کہ اُن کے گناہ کا کفارہ کیا گیا۔ اُن کے گناہ ڈھانپے جاتے۔ اور وہ ایمان

کے وسیلے گناہ اور موت سے آزاد ہو جاتے ہیں ✝

دیکھو گلتیوں ۳: ۱۳- "مسیح نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا- کیونکہ وہ ہمارے بدلے لعنتی ہوا- (کیونکہ لکھا ہے جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے) پھر دیکھو رومیوں ۸: ۳- اس لئے کہ جو شریعت سے جسم کی کمزوری کے سبب سے نہ ہو سکا- سو خدا سے ہوا- کہ اُس نے اپنے بیٹے کو گنہگار جسم کی صورت میں گناہ کے سبب بھیج کر گناہ پر جسم میں سزا کا حکم کیا- تا کہ شریعت کی راستی ہم میں جو جسم کے طور پر نہیں بلکہ رُوح کے طور پر چلتے پوری ہو- پھر دیکھو ۲- قرنتیوں ۵: ۲۱- کیونکہ اُس نے اُس کو جو گناہ سے واقف نہ تھا- ہمارے بدلے گناہ ٹھیرایا- تا کہ ہم اُس میں شامل ہو کے الٰہی راستبازی ٹھیریں- پھر گلتیوں ۴: ۴- ۵- پر جب وقت پُورا ہوا- خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا- جو عورت سے پیدا ہو کے شریعت کے تابع ہوا- تا کہ وہ اُن کو جو شریعت کے تابع ہیں مول لے اور ہم لے پالک ہونے کا درجہ پاویں ✝

پانچواں اعتراض:- ایک دفعہ ایک بڑے مشہور آدمی نے یہ اعتراض کفارہ مسیح پر کیا- کہ جس حالت میں ہم اپنے قصورواروں کو اُن کے قصوروں کے اقرار کرنے اور معافی مانگنے پر معاف کر دیتے ہیں- تو کیا خدا جو قادر مطلق اور عظیم الشان مسیح کے کفارہ کا پابند ہو گیا- وہ بغیر کفارہ کے کسی کو معاف نہیں کر سکتا- وہ ضرور بغیر کفارہ کے معاف کر سکتا ہے- اور کفارہ کی ضرورت کچھ نہیں ✝

جواب- ہم جو انسان ہیں- اپنی ذات میں اور اپنی صفات میں ناکامل ہیں اس واسطے ہمارے کام بھی ناکامل ہیں ✝

مثلاً فرض کرو- کہ ہم ایک سرکاری عہدیدار ہیں- اور جو لوگ سرکاری کام میں غفلت یا قصور کرتے ہیں- اُن کے اقرار کرنے اور معافی مانگنے پر معاف کر دیتے ہیں- اس لئے حقیقتاً ہم قانون سرکاری سے انحراف کرتے ہیں- ایک شخص پر رحم کرتے ہیں- مگر دوسری طرف سرکاری کام کی خرابی اور نقصان کے جو مجرم کی غفلت اور بے پرواہی سے کیا گیا- ذمہ وار ہوتے ہیں اور خود سرکار کے

ذمہ وار ہو جاتے ہیں- اس لئے غیروں کے کام میں جو نقصان کیا گیا ہے اور جس کے ذمہ وار اور جوابدہ ہم ہیں- بغیر تلافی اور کفارہ قصور کے ہم ہرگز معاف کرنے کے لائق نہیں- اور اگر بغیر تلافی قصور کے کرتے ہیں- تو مجرم ہیں ✝

البتہ اگر ہمارا ذاتی قصور کیا ہو- تو ہم معاف کر سکتے ہیں- کیونکہ "خدا نے کہا ہے- کہ تم انتقام نہ لو- انتقام لینا میرا کام ہے- میں ہی بدلا لونگا"- کیونکہ جو ہمارا قصور کرتے ہیں- وہ حقیقتاً خدا کا قصور کرتے ہیں- اس واسطے خدا اُن کو سزا دیتا ہے ✝

لیکن جیسا کہ خدا پاکیزگی میں کامل ہے- اور ناپاکی کو چھو نہیں سکتا- ویسا ہی وہ عدالت میں کامل ہے- وہ گناہ کو بغیر سزا کے چھوڑ نہیں سکتا- ورنہ اس کی صفت عدل جاتی رہے گی- اس لئے اس نے گناہ کے لئے کفارہ کی صورت نکالی ✝